جامعہ حقانیہ کا ترجمان

مجلہ

الحقانیہ

ساہیوال
سرگودھا

جلد ۳ رمضان المبارک ۱۴۲۹ھ / ستمبر ۲۰۰۸ء شمارہ ۹

بانی
فقیہ العصر حضرت مولانا مفتی عبدالشکور ترمذی قدس سرہٗ

فہرست

رمضان المبارک ۱۴۲۹ھ ستمبر ۲۰۰۸ء



کلمۃ الحق مفتی سید عبد القدوس ترمذی مدظلہم

……ولے بعد از خرابی بسیار

باسمہ سبحانہ وتعالیٰ

بعد از خرابی بسیار بالآخر مطلق العنان آمر سابق صدر پرویز مشرف نے با دل ناخواستہ با چشم پرنم مورخہ 18/اگست 2008ء کو صدارت سے مستعفی ہونے کا اعلان کر کے قوم کو ان کے دیرینہ مطالبہ پورا ہونے پر خوش ہونے کا موقع فراہم کر ہی دیا مملکت عزیز پاکستان نو سال سے ایک بے دین فوجی سربراہ کے ماتحت مختلف بحرانوں کے گرداب میں پھنسی ہوئی تھی اور باشندگان پاکستان ظلم وستم کی چکیوں میں بری طرح پس رہے تھے ہر شہری سابق صدر کی پالیسیوں سے تنگ اور ان کے خلاف حسب طاقت برسرپیکار تھا پوری قوم کا ایک ہی مطالبہ تھا کہ پرویز جلد از جلد وطن عزیز کی جان چھوڑ دے لیکن سابق صدر نے اپنی ضد اور ہٹ دھرمی کی انتہاء کر دی اور نوشتہ دیوار پڑھنے میں حد سے زیادہ تاخیر کی جس کی وجہ سے قوم اور ملک کا ناقابل تلافی نقصان ہوا اس پر جتنا بھی افسوس کیا جائے کم ہے۔

سابق صدر کا دور حکومت پاکستان کی تاریخ کا بدترین دور شمار ہوتا ہے انہوں نے جس طرح ملک وقوم اور اسلام کو نقصان پہنچایا شاید ہی پہلے کسی نے ایسا کیا ہو جان ومال اور عزت کا تحفظ ملک کے ہر شہری کا بنیادی حق ہے لیکن ان کے دور میں بدامنی اور بے حیائی قتل عام کا ناروا سلسلہ اس قدر عام ہوا کہ اس کی مثال نہیں ملتی ملک کو اقتصادی اور معاشی طور پر کمزور سے کمزور تک کر دیا گیا غربت وافلاس اپنی آخری حد تک پہنچ گئی اور ایک عام شہری کو زندگی گزارنی مشکل ہو گئی لوڈشیڈنگ اور پیٹرول کے بحران نے کمر توڑ کر رکھ دی ملک کے مختلف حصوں میں خانہ جنگی کی صورت حال پیدا کر دی گئی پاک فوج سے عوام کے اعتماد کو ہٹانے کی گھناؤنی اور ناپاک سازش کی گئی اپنے آقا امریکہ کی وفاداری میں اسلام دشمنی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا تحفظ حقوق نسواں کی آڑ میں حدود اللہ کو توڑا گیا دینی مدارس ومساجد اور علماء کرام کے خلاف منظم تحریک چلائی گئی لال مسجد مدرسہ حفصہ کی دینی طالبات کو ناکردہ گناہ کی پاداش میں انتہائی بے دردی کے ساتھ شہید کر دیا گیا۔

غرضیکہ وہ کونسا ظلم ہے جو سابق صدر کے دور میں نہیں ہوا انہوں نے ملک وقوم کا ہر طرح سے دیوالیہ نکال دیا اور دہشت گردی کی آڑ میں اسلام دشمنی کی حد کر دی قوم نے 18/فروری 2008ء کے الیکشن

میں ان کی تمام پالیسیوں کے خلاف شدید ردعمل کا اظہار کرتے ہوئے ان کے اور ان کے پروردہ افراد کو یکسر مسترد کردیا لیکن اس سے سبق حاصل کرنے کی بجائے انہوں نے اپنی ذات کو مزید مستحکم اور مضبوط کرنے کیلئے بار بار ماورائے قانون و آئین اقدام کئے اور ملک کی عدلیہ کے نہایت ذی وقار اور قابل احترام ججوں کو معزول کیا حتیٰ کہ محسن پاکستان ڈاکٹر عبدالقدیر تک کو بھی امریکہ کی خوشنودی کیلئے پہرہ میں رکھا۔ان میں سے ہر ایک جرم ایسا ہے کہ اس کی سخت سے سخت سزا ہو سکتی ہے خاص طور پر لال مسجد اور جامعہ حفصہ کی بے گناہ طالبات اور علماء کرام کا قتل عام،لیکن افسوس کہ صدر سے استعفیٰ کے بدلہ میں ان تمام گناہوں کو معاف کر کے سابق صدر کو معاقبہ و محاسبہ کے شکنجے سے نکالا جارہا ہے یہ عمل بذات خود ایک سنگین جرم ہے جس کے نتائج آئندہ چل کر ملک اور قوم پر کچھ بھی ہو سکتے ہیں اللہ تعالیٰ ہی اپنا فضل و کرم فرماویں آمین۔

12/اکتوبر 1999ء میں جب صدر پرویز مشرف نے نواز شریف کا تختہ الٹ کر حکومت پر قبضہ کیا تو پورے ملک میں خوشی کا اظہار کیا جارہا تھا احقر کو خوب یاد ہے کہ حضرت اقدس والد گرامی قدس سرہ کو پرویز مشرف اور عوام کے اس طرز عمل سے سخت اختلاف تھا۔ان کے خیال کے مطابق چونکہ پرویز مشرف ایک بے دین فوجی سربراہ ہے اس لئے دین و دنیا دونوں کے اعتبار سے یہ پہلی حکومت سے بھی زیادہ خطرناک ثابت ہوگا اس لئے جو حضرات ناعاقبت اندیشی سے خالی الذہن ہو کر اس کی آمد پر خوشی کا اظہار کر رہے ہیں بعد میں انہیں رحم اللہ النباش الاول کہنا پڑے گا،شریف خاندان میں بہت سی خامیاں ہیں لیکن نسبتاً یہ خاندان دینی مزاج مشرقی و اسلامی روایات کے زیادہ قریب ہے صدر پرویز کے خلاف آئین اقدام کی اس قدر پذیرائی سمجھ سے بالا ہے۔

جن خدشات کا اظہار حضرت اقدس رحمہ اللہ تعالیٰ نے ۱۲/اکتوبر ۱۹۹۹ء کو فرمایا تھا بعد کے حالات اور نو سالہ دور اقتدار نے اس کی حرف بحرف تصدیق و تائید کردی کسی نے سچ کہا "قلندر ہرچہ گوید دیدہ گوید" اس وقت پوری قوم ۱۸/اگست ۲۰۰۸ء کو یوم نجات قرار دے رہی ہے اس لئے موجودہ حکومت کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ سابقہ حکومت کی پالیسیوں اور امریکہ نوازی سے باز رہے ملک و قوم اور اسلام کیلئے پورے اخلاص سے کام کرے تا کہ گذشتہ پریشانیوں کا کچھ مداوا ہو سکے ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ موجودہ حکومت کو صحیح راستہ پر گامزن رکھے اور وہ کوئی ایسا کام نہ کرے جس سے ملک و قوم اور اسلام کو کوئی ادنیٰ سا نقصان بھی پہنچے خدانخواستہ اگر اس حکومت کی بھی وہی بے ڈھنگی چال رہی اور اس نے قوم کو مایوس کیا تو پھر ہونے والے نقصان کی تلافی بہت مشکل ہوگی، ولا فعلہا اللہ، آمین۔فقط احقر عبدالقدوس ترمذی غفرلہ ۱۹/شعبان المعظم ۱۴۲۹ھ

مفتی سید عبدالقدوس ترمذی مدظلہم

درس قرآن کریم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دنیا میں تو اللہ تعالیٰ کا استہزاء یہ ہے کہ ان کو خوب مال و دولت دیا تاکہ خوب مغرور اور مست ہو جائیں اور پھر دفعۃً ان کو پکڑ لیا جائے، کافر اس مال و دولت کو نعمت سمجھتے ہیں اور حقیقت میں وہ عذاب اور نقمت ہے کما قال اللّٰہ تعالٰی ایحسبون انّما نمدّھم من مّال وّبنین o نسارع لھم فی الخیرات بل لّا یشعرون o کیا وہ یہ گمان کرتے ہیں کہ جس مال اور اولاد سے ہم ان کی مدد کرتے ہیں ان کیلئے خیر اور بھلائی کیلئے سعی کر رہے ہیں، نہیں، بلکہ ان کو اس کا احساس نہیں کہ یہ استدراج اور امہال ہے۔

بعض سلف صالحین سے منقول ہے کہ کافر جب کوئی معصیت کرتا ہے تو اللہ جل شانہ ظاہرا اس کیلئے کوئی دنیوی نعمت پیدا فرما دیتے ہیں اور وہ حقیقت میں بلاءِ عظیم اور نقمت یعنی مصیبت ہوتی ہے قال اللّٰہ تعالٰی فلمّا نسوا ما ذکّروا بہ فتحنا علیھم ابواب کلّ شیء حتّٰی اذا فرحوا بما اوتوا اخذناھم بغتۃً فاذا ھم مّبلسون o پس جبکہ وہ بھول گئے اس نصیحت کو جوان کو کی گئی تھی تو ہم نے ہر چیز کے دروازے ان پر کھول دیے یہاں تک کہ جب وہ خوش ہو گئے اس شے سے کہ جوان کو دی گئی تھی تو ہم نے ناگہانی طور پر ان کو پکڑ لیا پس وہ ناامید رہ گئے۔

اور آخرت کا استہزاء اور تمسخر وہ ہے کہ جو ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ قیامت کے دن ان کیلئے ایک جنت کا دروازہ کھولا جائے گا، جب وہ اس دروازہ تک پہنچیں گے تو وہ دروازہ فورا بند کر لیا جائے گا اور ان کو آگ میں دھکیل دیا جائے گا، اہل جنت ان کی یہ حالت دیکھ کر ہنسیں گے کما قال اللّٰہ تعالٰی فالیوم الّذین اٰمنوا من الکفّار یضحکون o علی الارآئک ینظرون o پس آج کے دن اہل ایمان کفار پر ہنسیں گے اور تختوں پر بیٹھے ہوئے دیکھیں گے (اخرجہ البیہقی فی الاسماء والصفات) (درمنثور)

اور ایک استہزاء اور تمسخر قیامت کے دن یہ ہوگا کہ پل صراط پر اہل ایمان کیلئے ایک نور پیدا کیا جائے گا، جب منافقین پہنچیں گے تو اہل ایمان اور اہل نفاق کے درمیان ایک دیوار قائم کر دی

جائے گی کما قال اللّٰہ تعالٰی فضرب بینھم بسور لہ باب۔

''یعمھون'' عمہ دل کی بینائی ضائع ہونے کو کہتے ہیں جیسا کہ آنکھ کی بینائی جاتے رہنے کو عمٰی کہتے ہیں قال تعالٰی فانّھا لاتعمی الابصار ولکن تعمی القلوب الّتی فی الصدور o دراصل آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں بلکہ وہ دل جو سینوں میں ہیں وہ اندھے ہوجاتے ہیں۔

آئندہ آیت میں ان کے قابل استہزاء ہونے کی دلیل بیان فرماتے ہیں کہ یہ لوگ کیوں قابل استہزاء نہ ہوں، یہ لوگ تو ایسے بیوقوف اور نادان ہیں کہ انہوں نے ہدایت کے بدلہ میں گمراہی کو خرید لیا ہے، چنانچہ ارشاد فرماتے ہیں اولٰٓئک الّذین اشتروا الضّللۃ بالھدٰی ایسے ہی لوگوں نے یعنی جن کے دل نابینا اور اندھے ہوگئے نہایت خوشی اور رغبت سے گمراہی کو ہدایت کے عوض خرید لیا۔ اشتراء کے معنی خوشی اور رضامندی سے خریدنے کے ہیں۔تجارت اور خرید وفروخت میں خریدنے والے کی رضا شرط ہے کما قال اللّٰہ تعالٰی الّا ان تکون تجارۃ عن تراض مّنکم لہٰذا اس مقام پر بجائے لفظ استبدال کے لفظ اشتراء لانے میں اس طرف اشارہ ہے کہ انہوں نے گمراہی کو ہدایت کے عوض میں نہایت خوشی سے قبول کیا ہے۔

فما ربحت تّجارتھم وما کانوا مھتدین o پس نہ سودمند ہوئی ان کی تجارت اور وہ آخرت کی تجارت سے واقف بھی نہیں۔آخرت کی تجارت یہ ہے کہ اللہ اور اس کے رسول پر اخلاص کے ساتھ ایمان لائے اور جان ومال سے اس کی راہ میں کوئی دریغ نہ ہو کما قال اللّٰہ تعالٰی یٰٓایّھا الّذین امنوا ھل ادلّکم علٰی تجارۃ تنجیکم مّن عذاب الیم o تؤمنون باللّٰہ ورسولہ وتجاھدون فی سبیل اللّٰہ باموالکم وانفسکم۔اور یہ لوگ تجارت میں نفع تو کہاں سے حاصل کرتے انہوں نے تو اصل سرمایہ ہی کو ضائع کردیا، یہاں اصل سرمایہ سے فطرت سلیمہ اور قبول حق کی استعداد مراد ہے۔

قال تعالٰی مثلھم کمثل الّذی استوقد نارا (الٰی) فھم لا یرجعون o

رابطہ

حق جل شانہ جب منافقین کے قبائح بیان کرچکے تو مزید ایضاح کیلئے دو مثالیں بیان کرتے ہیں تا کہ اچھی طرح ان کی سفاہت اور بیوقوفی واضح ہوجائے جس کا ماقبل میں بیان ہوا۔

درس حدیث

رحمۃ الفردوس ترجمہ بہجۃ النفوس

مؤلف: حضرت امام حافظ ابو محمد عبداللہ بن ابی جمرہ الازدی الاندلسی رحمہ اللہ

مترجم: شیخ الاسلام حضرت مولانا علامہ ظفر احمد عثمانی قدس اللہ سرہ

اسی طرح اگر کوئی یہ چاہے کہ تمام عبادات کو ہر پہلو سے پوری طرح حد کمال پر پہنچادے تو یہ بھی مبالغہ اور غلو میں مبتلا ہوکر دین سے ہار جائے گا، دو وجہ سے، ایک تو یہ کہ بندہ اس سے عاجز ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ ''بہت دوڑنے والا نہ راستہ طے کرتا ہے نہ سواری کو زندہ چھوڑتا ہے''۔ کیونکہ طاقت بشریہ اس کی متحمل نہیں ہے (کہ ہمیشہ ہر زمانہ میں ایک ہی حالت پر رہے، تو یقیناً زیادہ محنت سے اس کی صحت برباد ہوگی اور ایک دن بالکل بیکار و معطل ہو جائے گا)

دوسرے یہ کہ بعض دفعہ ایک ہی وقت یا اکثر اوقات میں بہت سے واجبات اور متعدد مستحبات اس کے سامنے جمع ہو جائیں گے اور یہ ان سب کو ادا نہ کر سکے گا بلکہ کسی ایک ہی کو بجالائے گا، اس وقت اس وجہ سے کہ اس نے اپنے دل میں ایک بات ٹھان لی تھی (کہ دین کا پورا حق ادا کروں گا) دین اس (پر غالب ہوگا اور اس) کو ہرادے گا۔ پس دین میں کمال کی یہی صورت ہے کہ اول ان چیزوں کو لے جن کی طرف ہم نے اشارہ کیا ہے اور بقیہ حدیث کی شرح کرتے ہوئے جو کچھ بیان کیا جائے گا ان شاء اللہ تعالیٰ، اس کے موافق عمل کرے (قولہ الوجہ الثانی قولہ صلی اللّٰہ علیہ وسلّم ولن یشادّ الدین احد الی قولہ علی ما سیأتی ان شاء اللّٰہ تعالٰی)

ف: یہاں سے ان لوگوں کی غلطی واضح ہوگئی جو مجاہدہ کو مطلقاً مذموم سمجھتے اور صوفیہ پر اعتراض کرتے ہیں، ان کو سمجھ لینا چاہئے کہ مجاہدہ اسی وقت مذموم ہے جبکہ حد اعتدال سے خارج اور مبالغہ میں داخل ہو ورنہ محمود اور مطلوب ہے، اور بدوں مجاہدہ کے کمال دین حاصل نہیں ہوسکتا جیسا حدیث اول کی شرح میں تفصیل سے بیان ہوا ہے۔

ف: نیز ان لوگوں کی غلطی بھی واضح ہوگئی جو دلائل عقلیہ فلسفیہ سے ذات وصفات باری کو معلوم کرنا چاہتے ہیں، ان کو جان لینا چاہئے کہ اس طریقہ سے ایمان کامل حاصل نہیں ہوسکتا، بلکہ سیدھا راستہ وہی ہے

جو شریعت نے بتلایا ہے کہ اول تقلید سے شریعت کے موافق عقائد کو پختہ اور صحیح کیا جائے، اس کے بعد ملکوت سموات مخلوقات ارض میں تامل وتفکر کیا جائے۔ اور واقعہ یہ ہے کہ جب سے اسلام میں فلسفہ آیا ہے اسی وقت سے مسلمانوں کے عقائد میں کمزوری آ گئی اور وہ جوش مذہبی ٹھنڈا ہو گیا جو اسلاف میں کامل درجہ پر تھا۔

ف: یہاں سے یہ بھی معلوم ہوا کہ شریعت اسلامیہ عقل سلیم کے عین مطابق ہے، مگر سلامت عقل فلسفہ یا سائنس سے حاصل نہیں ہوتی بلکہ عقلاء کی صحبت اور شریعت پر عمل کرنے سے حاصل ہوتی ہے۔ جب انسان شریعت پر چلنا شروع کرتا ہے تو عمل کی برکت سے اس پر تمام احکام کی حکمتیں منکشف ہوتی چلی جاتی ہیں۔ جس کو شک ہو وہ اہل عقل یعنی حضرات صوفیہ کرام کی صحبت میں رہ کر اور ان کی تعلیم پر عمل کر کے تجربہ کر لے۔

ف: انسان کو اس کی کوشش نہ کرنا چاہئے کہ اللہ تعالی کی شان ربوبیت کے لائق عبادت ہو، بلکہ یہ کوشش کرنا چاہئے کہ اپنی ہمت اور طاقت اور شان بشریت کے مطابق کام ہو جائے، شان خداوندی کے لائق کون کام کر سکتا ہے؟ اور کس سے یہ حق ادا ہو سکتا ہے؟

بندہ ہمان بہ کہ ز تقصیر خویش عذر بدرگاہ خدا آورد
ورنہ سزاوار خداوندیش کس نتواند کہ بجا آورد

حدیث میں ہے اللّٰھم لا احصی ثنآء علیك انت كما اثنیت علی نفسك اور اسی لئے حضرات انبیاء علیہم السلام واولیاء کرام طاقت و ہمت کے موافق کام کرنے کے بعد بھی اپنی عبادت کو کسی درجہ شمار نہ کرتے تھے بلکہ ہمیشہ تقصیر کا اعتراف کرتے رہتے تھے، کیونکہ شان ربوبیت کا پورا حق کوئی بھی ادا نہیں کر سکتا، اور یہی وہ چیز ہے جس نے بڑے بڑے عابدین وزاہدین کو حد تواضع وعجز سے باہر نہیں جانے دیا۔ ہاں کوئی ابلیس کی طرح نادان ہو تو وہ بے عقلی اور حماقت کی وجہ سے اپنی عبادت پر ناز کرنے لگتا ہے اور یہ تکبر اس کو برباد و تباہ کر دیتا ہے فاعتبروا یا اولی الابصار۔

حد اعتدال پر رہنا ہی کمال ہے اور اسی پر بشارت کامیابی کا استحقاق ہے

رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد فسددوا وقاربوا ''سیدھے چلو اور قریب قریب رہو'' اس میں دو احتمال ہیں، ممکن ہے کہ دونوں کا ایک ہی مطلب ہو اور ممکن ہے کہ ہر لفظ جدا معنی کیلئے ہو۔ پہلی صورت میں تو دونوں کا حاصل یہ ہے کہ متوسط حالت کو اختیار کیا جائے۔

مرسلہ: محمد صدیق عفا اللہ عنہ

ملفوظات حکیم الامت رحمہ اللہ تعالیٰ

جمع وترتیب: حضرت مولانا مفتی محمد حسن امرتسری قدس سرہ

O فرمایا بوعلی سینا ایک بزرگ کی ملاقات کے واسطے گیا اور ان بزرگ کے سامنے ایسی تقریریں بگھاریں جس میں اپنے علم کا اظہار تھا، اور واپس آنے کے بعد حاضرین سے پوچھا کہ شیخ نے میری نسبت کیا رائے ظاہر کی؟ کسی نے کہا انہوں نے یہ فرمایا ''بوعلی اخلاق ندارد''۔ ابن سینا نے فوراً علم اخلاق میں ایک کتاب تصنیف کر کے ان بزرگ صاحب کے پاس بھیج دی تا کہ معلوم ہو جاوے کہ ان کا فیصلہ غلط ہے، انہوں نے کتاب کو دیکھ کر فرمایا ''من نگفتم کہ اخلاق نداند بلکہ گفتم اخلاق ندارد'' اور تصنیف کرنا مستلزم داشتن کو نہیں۔

O فرمایا تراویح پر حضور ﷺ کی مواظبت حکمی تھی کیونکہ اگر مانع نہ ہوتا یعنی خشیت افتراض تو حضور ﷺ مواظبت حقیقی ہی فرماتے، اس لئے اس کو بھی مواظبت ہی کے حکم میں رکھا جائے گا۔

O فرمایا مولانا رومی نے ایک عجیب بات لکھی ہے، فرمایا ہے کہ جو لوگ خلوت کو جلوت پر علی الاطلاق ترجیح دیتے ہیں ان کا یہ ترجیح دینا بھی تو جلوت ہی کی بدولت ہوا ہے، ورنہ خلوت سے یہ علوم کیسے حاصل ہوتے، پھر خلوت کو علی الاطلاق کس طرح جلوت پر ترجیح دے سکتے ہیں۔

O فرمایا وعظ اس کو کہنا زیبا ہے جس کی کم از کم کتابیں تو ختم ہو گئی ہوں، وہ امید ہے کہ مسائل صحیح بیان کرے گا، اور جاہل پر کیا اطمینان ہے۔ اور اگر کتابیں پورا کئے بغیر وعظ کہے گا تو تحصیل علوم سے محروم رہے گا۔ اور دوسری دقیق شرط واعظ کیلئے یہ ہے کہ سلوک میں مشغول نہ ہو، وعظ کہنا شغل سلوک کو بھی مضر ہوگا کہ واعظ کو عوام کے تعلق سے چارہ نہیں اور اس کا مضر ہونا ظاہر ہے۔

O (ایک شخص نے کسی عضو کے درد کیلئے تعویذ مانگا) فرمایا دوا یا پانی پر دم کرا لو وہ بدن کے اندر جائے گا جس سے زیادہ اثر کی امید ہے۔

O فرمایا میں نے ماموں امداد علی صاحب سے چلتے وقت عرض کیا تھا کہ مجھ کو یاد رکھئے، فرمایا میرے یاد رکھنے سے تم کو فائدہ نہیں تم خود مجھ کو یاد رکھنا کہ یہ مفید ہوگا۔

O فرمایا عملیات میں اصل اثر خیال کا ہوتا ہے باقی کلمات وغیرہ سے یہ خیال مضبوط ہوجاتا ہے کہ اب ضرور اثر ہوگا، گو عامل کو اس تحقیق کا پتہ بھی نہ ہو۔

O (ایک شخص نے پوچھا کہ افطاری میز کرسی پر جائز ہے یا نہیں؟) فرمایا حرام مال سے افطاری جائز ہے یا نہیں؟ مطلب یہ ہے کہ افطار کا وقوع تو دونوں جگہ ہو جائے گا باقی قبح عارض دونوں جگہ ہے۔ (اور اس کے بعد فرمایا کہ) میز کرسی پر کھانے کی قبح میں بعض مقامات میں تامل ہوتا ہے، کیونکہ اب ان مقامات میں یہ عام طور سے مشہور اور عام ہوگیا ہے اور عموم وشہرت کی وجہ سے تشبہ سے نکل جائے گا، مگر پورا عام نہیں ہوا اس لئے دل میں کچھ کھٹک سی رہتی ہے، جب تک دل میں کھٹک ہے تو پھر تشبہ کی وجہ سے ناجائز رہے گا۔

O فرمایا احباب میں جو شخص ہدیہ پیش کرنا چاہے بہتر صورت یہ ہے کہ دو چار چیزوں کا نام لکھ دے اور جس مقدار میں پیش کرنا چاہے وہ بھی لکھ دے پھر تعیین میں کردوں گا، اس میں راحت ہوتی ہے اور تکلف نہ کرنا چاہئے یہ نشانی ہے قلت مناسبت کی، مشہور ہے اذا جاء الالفۃ رفعت الکلفۃ۔

O فرمایا بعض لوگ صرف برکت کے قصد سے آتے ہیں اصلاح کا قصد کچھ نہیں کرتے، نہ کچھ سمجھنے کا قصد کرتے ہیں تو ایسے آنے سے کیا فائدہ۔

O فرمایا شاہ ولی اللہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اس شخص کی صحبت اختیار کرو جو صوفی بھی ہو محدث بھی ہو۔ میں کہتا ہوں محقق ایسا ہی شخص ہوسکتا ہے۔

O فرمایا حضرت حاجی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں مکہ مکرمہ میں ایک شخص نے ہرن کا چمڑا بطور ہدیہ پیش کیا کہ فلاں شخص نے بھیجا ہے۔ فرمایا اس سے بوئے وطن آتی ہے، لانے والے سے معلوم ہوا کہ جنہوں نے بھیجا ہے انہوں نے تھانہ بھون کے جنگل میں شکار کیا تھا۔

اسی طرح ایک آدمی تھانہ بھون کا ان کی مجلس میں حاضر ہوا اور ہجوم کے سبب آخر مجلس میں بیٹھ گیا اس خیال سے کہ فراغت کے بعد پاس جا کر سلام کروں گا، حضرت حاجی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اس مجلس میں کوئی شخص تھانہ بھون کا ہے، تب یہ پاس آ کر ملے۔

O فرمایا لطیفہ غیبیہ سے مراد کوئی عالم ملکوت کی جوہری چیز ہوتی ہے خواہ وہ فرشتہ ہو یا کوئی روح ہو یا اللہ تعالیٰ کی اور کوئی مخلوق ہو۔

فقیہ العصر حضرت مفتی سید عبدالشکور ترمذی قدس سرہ

اصلاحی مکاتیب

سالکین کے خطوط اور حضرت فقیہ العصر رحمہ اللہ کے جوابات

حال: ان تمام مضامین میں میرے جو جو امراض ہیں ان کا علاج اور دعا فرماویں۔

ارشاد: صبر اور تحمل ہی وہ کلی علاج ہے جس کے سوا دوسرا علاج نہیں ہے باقی خود بھی دعا کرتے رہا کریں اور سوچا کریں کہ اس صورت میں میرے لئے اجر مقدر فرمایا گیا ہے بس یہ مراقبہ جاری رکھیں باقی دعا بھی کرتا ہوں۔

حال: آج کل دنیا سے دل بالکل اچاٹ ہو گیا اور اپنے رشتہ داروں سے بھی ایک قسم کی مایوسی سی ہے اور دل یہی کہتا ہے کہ یہ سب مطلب کے ہیں اور کسی کو میرے ساتھ کوئی انس یا محبت نہیں ہے۔

ارشاد: پھر بھی سب کے حقوق کی ادائیگی کا خیال بہر حال ضروری ہے۔

حال: اپنے آپ کو بالکل ذلیل اور گناہ گار بے عقل کمتر خیال کرتا ہوں نہ زندگی میں کوئی لطف ہے نہ کوئی آرزو عجیب ایک بے ذوق سی حالت ہے یہ بھی ڈر ہے کہ کہیں اللہ کی ناشکری نہ ہو۔

ارشاد: ایسی کیفیات ہمیشہ نہیں رہا کرتیں خود بخود اس میں اعتدال آ جائے گا۔

حال: بہت سوالات اور خیالات آتے ہیں مگر اللہ کی حکمت کہ جب لکھنے بیٹھتا ہوں تو سب سوالات اور خیالات غائب ہو جاتے ہیں۔

ارشاد: اس میں یہی حکمت ہے اس کی طرف سے فکرمند نہ ہوں۔

حال: روضہ اطہر کے دیوار والی مٹی کو اگر خوب پیس کر سرمہ کی شکل میں استعمال کیا جاوے تو شرعاً ممانعت تو نہیں۔

ارشاد: نہیں، حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے جالی مبارک کی مٹی کے ساتھ ایسا ہی کیا تھا۔

حال: روضہ شریف کی مٹی کے متعلق اگر یہ وصیت کی جاوے کہ موت کے غسل وکفن کے موقع پر میرے سینہ پر مل دی جاوے تو یہ صحیح وصیت ہوگی۔

ارشاد: کچھ حرج معلوم نہیں ہوتا مگر مقدار معمولی ہو بدن پر زیادہ نہ لگے۔

حال: دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل اور رحمت سے میری بخشش فرمائیں جس کے متعلق مجھے ہر وقت فکر دامن گیر رہتا ہے۔

ارشاد: فکر والوں کی اللہ تعالیٰ امداد فرماتے ہیں دعا بھی کرتا ہوں۔

حال: آج کل مکان کی سخت پریشانی ہے دوکان سے کافی دور ہے بس پر آنا جانا پڑتا ہے بڑی تکلیف ہوتی ہے۔

ارشاد: ان شاء اللہ اجر بھی روزی حلال کمانے کا زیادہ ملنے کی امید ہے۔

حال: محلّہ والوں نے تقاضا کیا کہ ہم خود مکان خرید لیتے ہیں تم اس میں کرایہ پر رہو مگر اس وجہ سے انکار کیا کہ اتنا بڑا احسان بھی ٹھیک نہیں دل میں یہ خیال آ رہا تھا کہ اللہ کی طرف سے ان کے دل میں یہ بات ہے جو کہ ہمارے لئے نعمت ہے اس بے قدری سے اللہ جل شانہ کی ناراضگی نہ ہو۔

ارشاد: احسان لینا جائز تو تھا مگر نہ لینا بہتر ہے۔

حال: جب کبھی اپنی دوکان کے بارہ میں بطور شکر اور احسان کے یہ بات میرے منہ سے نکل جاتی ہے کہ اتنی اتنی رقم بھی ہو جاتی ہے تو دوسرے تیسرے دن ہی آمدن میں کمی واقع شروع ہو جاتی ہے۔

ارشاد: شاید یہ بات بطور اظہار نعمت کے نہ ہوتی ہو یا اس میں کمی ہوتی ہو اس کا تدارک استغفار سے ہو جاتا ہے۔

حال: اور جب اللہ کے دربار میں عاجزی کے ساتھ توبہ کرتا ہوں تو اللہ تعالیٰ پھر فراخی عطا فرما دیتے ہیں شکر کے متعلق واما بنعمة ربك فحدث اور لئن شكرتم لازيدنكم ہے تو پھر ایسا کیوں ہوتا ہے۔

ارشاد: تحدث بالنعمۃ اور فخر میں فرق باریک ہے ہوسکتا ہے تحدث بالنعمۃ جس کو سمجھا گیا ہو اس میں فخر کی آمیزش ہو جاتی ہو اور اس کا علم نہ ہوتا ہو۔

حال: کچھ رقم کراچی کی کمپنی میں پھنس گئی اس کے متعلق فکرمندی رہتی ہے یہ فکرمندی حب مال تو نہیں اگر حب مال ہے تو براہ کرم اس کا علاج فرمائیں اور دعا بھی۔

ارشاد: فکر کی جگہ دعا اور جائز تدبیر کرتے رہیں یہ حب مال نہیں اگر جائز حد تک ہو میں بھی دعا کرتا ہوں۔

فقیہ العصر حضرت مفتی سید عبدالشکور ترمذی قدس سرہ

توضیح المراد لمن تخبط فی عقوبۃ الارتداد

اسلام میں ارتداد کی سزا

مخالفین کے شبہات کا ازالہ (تیسری قسط)

تیسری دلیل اور اس کا تجزیہ

مضمون نگار نے لکھا ہے سورۃ المائدہ کی آیت نمبر ۵۴ میں بھی مرتد کا ذکر ہے مگر وہاں اس کو قتل کرنے کا حکم نہیں نہ قرآن کریم میں کسی جگہ قتل مرتد کا حکم ہے (حوالہ بالا)

خلاصہ مطلب آیت نمبر ۵۴ کا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو خطاب کر کے فرماتے ہیں کہ جو کوئی تم میں سے مرتد ہو جائے گا اللہ تعالیٰ اس فتنۂ ارتداد کی سرکوبی اور اپنے دین کی حفاظت وحمایت کیلئے ایک ایسی قوم کو کھڑا کرے گا جس میں کامل ایمان والوں اور خاصان خدا کی صفات کاملہ اور اوصاف فاضلہ جمع ہوں گی اور اس فتنۂ ارتداد کے قلع قمع کرنے اور مرتدین کے قتل وقتال کیلئے اللہ تعالیٰ کی جانب سے اس کو برانگیختہ کیا جائے گا، وہ قوم ان مرتدین کی ایسی سرکوبی کرے گی کہ کفر سر اٹھانے کے قابل نہ رہے گا۔اس آیت میں اس بات پر صاف طور سے دلالت پائی جاتی ہے کہ ارتداد کی سزا قتل ہے اور واضح طور پر ارتداد کی سزائے قتل کا ذکر اس آیت میں موجود ہے مگر مضمون نگار لکھتے ہیں کہ ''وہاں بھی اس کو قتل کرنے کا حکم نہیں'' ان کا یہ دعویٰ بڑا ہی حیرت انگیز اور تعجب خیز ہے۔

من بدّل دینہ فاقتلوہ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص اپنا دین تبدیل کرے اس کو قتل کر دو۔

مضمون نگار نے پہلے تو ایسے دلائل قرآنیہ کا ذکر کیا ہے جن سے ان کے زعم میں سزائے ارتداد قتل کی نفی ہوتی تھی، ان کا تو تجزیہ کر کے اوپر کی تحریر میں دکھلایا گیا ہے کہ مضمون نگار کا یہ مقصد ان آیات قرآنیہ سے کسی طرح بھی ثابت نہیں ہوسکتا، بلکہ ان کے مقصد کے برخلاف بعض آیات سے قتل

مرتد پر استدلال کیا جاسکتا ہے،جیسا کہ سورۂ بقرہ آیت ۲۱۷ اور سورۃ المائدہ کی آیت ۵۴ سے ارتداد کی سزائے شرعی قتل پر استدلال کا ذکر ہماری اس تحریر میں گزر چکا ہے۔

اس کے بعد انہوں نے حدیث زیرعنوان پر خامہ فرسائی کی ہے،لکھا ہے کہ احادیث نبوی میں صرف ایک حدیث حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ انہوں نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں کہ جب بعض زنادیق کو جلایا گیا تو یہ فرمایا کہ ان کو قتل کرنا چاہئے تھا، کیونکہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا تھا ''جو شخص اپنا دین تبدیل کرے اسے قتل کردو''۔

لیکن یہ بات قطعاً غلط ہے کہ مرتد کے بارہ میں صرف ایک حدیث مروی ہے، بلکہ ذخیرۂ احادیث میں تقریباً تیس حدیثیں اس بارہ میں مروی ہیں اور گیارہ حدیثیں تو حدیث کی درسی کتابوں میں موجود ہیں اور خود اس حدیث کو بخاری صفحہ ۱۰۲۳ کی روایت کے علاوہ امام نسائی نے سات سندوں کے ساتھ روایت کیا ہے جو محدثین کے اصول کی رو سے سات حدیثیں قرار پاتی ہیں۔یہ مختصر مضمون اس قدر احادیث کے نقل کا متحمل نہیں ہے اس لئے حدیث مذکور کے علاوہ صرف ایک اور حدیث بخاری ہی سے نقل کرنے پر اکتفاء کیا جاتا ہے جس کو امام مسلم نے بھی روایت کیا ہے۔اور مضمون نگار کی عبارت سے معلوم ہوتا ہے اس سے قصداً اغماض کرلیا ہے ورنہ بخاری میں من بدّل دینہ سے ملی ہوئی اگلی حدیث بھی ہے۔

ایک اور حدیث شریف

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آنحضرت ﷺ کی طرف سے والی یمن تھے،ایک مرتبہ حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ یمن میں پہنچے تو دیکھا کہ ان کے پاس ایک قیدی لایا گیا،حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دریافت کرنے پر حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بتلایا کہ یہ یہودی تھا پھر اس نے اسلام قبول کرلیا اس کے بعد پھر مرتد ہوکر یہودی ہوگیا۔حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا میں اس وقت تک نہیں بیٹھوں گا جب تک کہ اس کو قتل نہیں کیا جائے گا کیونکہ اللہ اور رسول ﷺ کا فیصلہ اور حکم یہی ہے، چنانچہ اس کے بارہ میں حکم صادر کیا گیا اور اس کو قتل کردیا گیا (بخاری ص ۱۰۲۳ ج ۲)

من بدّل دینہ میں دین سے کونسا دین مراد ہے

مضمون نگار نے لکھا ہے ''اس حدیث کے الفاظ میں عمومیت ہے وہ قائم نہیں رہ سکتی، کیونکہ اس کی رو سے کوئی شخص کوئی سا ایک دین چھوڑ کر دوسرا دین اختیار کرے اسے قتل کرنا چاہئے جو بالبداہت

باطل ہے، اس لئے حدیث کے الفاظ کو مقید کرنا ہوگا'' (حوالہ بالا)

حالانکہ بداہۃً معلوم ہے کہ حدیث مذکور میں دین سے مراد قطعاً و یقیناً دین اسلام ہے نہ کہ کوئی سا دین، اس لئے کہ اگر کوئی سا دین مراد ہوتا اور اسلام کے علاوہ کسی شخص کا اپنے دین کو تبدیل کر کے اسلام میں داخل ہونا قتل کا سزاوار ہوتا تو پھر حضور اکرم ﷺ کا کفار کو اسلام کی طرف دعوت دینا اور اسلام کے قبول کرنے کی طرف بلانا ہی کیسے ممکن تھا، اس لئے اس حدیث میں جس تبدیلی دین کو سزاوار قتل قرار دیا گیا ہے اس سے مراد دین اسلام کا تبدیل کرنا ہے، اور یہ خطاب مسلمانوں کو ہو رہا ہے کہ جو شخص اپنا دین تبدیل کرے اسے قتل کر دو، اس خطاب میں رسول اللہ ﷺ کی دین سے سوائے دین اسلام کے اور کونسا دین مراد ہو سکتا ہے، کیا اسلام کے علاوہ کوئی اور دین بھی (العیاذ باللہ) شرعاً معتبر ہو سکتا ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک دین اسلام ہی ہے۔ ''اور جو کوئی اسلام کے سوا اور دین تلاش کرے تو وہ اس سے ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا'' (قرآن پاک سورۃ آل عمران)

جب ارشاد نبوی ﷺ میں خطاب مسلمانوں کو ہے اور مقصد نبوی دین اسلام سے ارتداد اور تبدیلی کو سزاوار قتل قرار دینا ہے تو پھر من بدل دینہ کے اندر من کی تعمیم میں مسلم کے ساتھ کافر کو مراد لیا جا سکتا ہے؟ اور دینہ سے دین اسلام کے سوا دوسرا دین کیسے مراد ہو سکتا ہے جیسا کہ مضمون نگار نے یہ ترجمہ کیا ہے، کیونکہ من سے مراد مسلمان ہے غیر مسلم اس میں شامل ہی نہیں ہے اور دینہ کی ضمیر اسی من کی طرف راجع ہے جس سے مراد مسلمان ہے اور مقصد حدیث یہ ہے کہ جو مسلمان اپنا دین تبدیل کرے اس کی سزا قتل ہے۔

حضور اکرم ﷺ کے اس ارشاد گرامی میں من کو مسلم اور غیر مسلم کیلئے عام سمجھنے اور دین سے دین اسلام اور غیر اسلام مراد لینے کی گنجائش پیدا کرنا مقصد متکلم کے برخلاف کلام میں تحریف کرنے کے مترادف ہے۔ بالفرض اگر دین سے مراد دین اسلام اور اس کے علاوہ دوسرے ادیان یہودی اور نصرانی مراد ہوں اور مطلب یہ ہو کہ کوئی شخص کوئی سا ایک دین چھوڑ کر دوسرا دین اختیار کرے اسے قتل کر دو، تو چونکہ یہ حکم مسلم حکام کو ہے اور اس کے مخاطب مسلمان ہیں تو پھر بھی اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہو سکتا کہ اسلام میں داخل ہونے پر بھی سزائے قتل جاری کی جائے گی اور کسی یہودی یا نصرانی کا مسلمان ہونا اور اسلام میں داخل ہونا مستوجب سزائے قتل ہے، بلکہ یہ مطلب ہوگا کہ اسلام کے علاوہ جو دوسرے ادیان

باطلہ ہیں ان کی تبدیلی اور ایک دین باطل کو ترک کر کے دوسرے دین باطل میں داخل ہونا، مثلاً یہودی سے نصرانی بن جانا بھی مستوجب سزائے قتل ہے۔

عورتوں کے استثناء کی دلیل

اول تو دوسری حدیثوں میں چونکہ صاف طور پر عورتوں کے قتل کرنے کی ممانعت آئی ہے۔ دوسرے من شرطیہ کے عموم میں مردوں کے ساتھ عورتوں کا داخل ہونا بھی مشتبہ تھا اس لئے کہ من کے اندر اسی حد تک عموم مراد لیا جائے گا جس حد تک متکلم نے اس سے عموم مراد لیا ہے، اور حضور ﷺ نے چونکہ عورتوں کے قتل سے ممانعت فرمائی ہے تو اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ من بدل دینہ میں آنحضور ﷺ نے من کے عموم میں مردوں کے ساتھ عورتوں کو مراد نہیں لیا، اس لئے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالی نے سزائے ارتداد قتل سے عورتوں کو مستثنیٰ قرار دیا ہے۔ فتح الباری میں ہے وخصّه الحنفيّة بالذّكر و تمسّكوا بحديث نهي عن قتل النّساء واحتجوا ايضًا بانّ من الشّرطية لاتعمّ المؤنّث (ص ۲۴۸ ج ۱۲)

کیا سزائے ارتداد کیلئے محاربہ شرط ہے؟

جب اوپر کی تحریر سے یہ ثابت ہو گیا کہ مقصد حدیث یہ ہے کہ جو مسلمان دین اسلام کو اختیار کر لے پھر اس کے ترک کرنے کی سزا قتل ہے کیونکہ حدیث من بدل دینه فاقتلوه میں علت قتل ارتداد اور تبدیل دین کو قرار دیا گیا ہے، اس میں محاربہ کی قید نہیں لگائی گئی اور مرتد کا محارب ہونا قتل کیلئے شرط نہیں قرار دیا گیا اس لئے مضمون نگار کا اس میں محاربہ کی قید لگانا اور یہ لکھنا کہ اس سے مراد وہی لوگ ہیں جو اسلام کو چھوڑ کر ساتھ ہی مسلمانوں کو چھوڑ کر کفار سے جا ملتے تھے اور ان کا قتل ضروری تھا۔ چنانچہ اس قید کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالی نے عورتوں کو اس حکم سے مستثنیٰ قرار دیا ہے اور اس کی وجہ یہی ہو سکتی ہے کہ عورتیں جنگ میں حصہ نہیں لیتی تھیں (حوالہ بالا) حدیث مذکور کے مقصد کو تبدیل کر کے (نعوذ باللہ) اس کو بے معنی قرار دینے کے مترادف ہے، اس لئے کہ جب حدیث میں تبدیل دین کو سزائے قتل کا سبب قرار دیا گیا ہے تو اب اگر اس میں محاربہ کی قید لگائی جائے تو دین کا تبدیل کرنا سزائے قتل کا سبب نہیں رہے گا بلکہ محاربہ سزائے قتل کا سبب قرار پائے گا اور اس میں مقصود شارع کا ابطال ہے، کیونکہ شارع نے تو تبدیل دین پر قتل کا حکم دے کر تبدیل دین کو سبب قتل

قرار دیا تھا مگر اس کے برخلاف اس میں محاربہ کی قید لگا کر محاربہ کو سبب قتل قرار دے دیا گیا۔ اگر مقصد شارع یہ ہوتا کہ تبدیل دین کے بعد بھی سزائے قتل کیلئے محاربہ شرط ہے تو پھر صرف تبدیل دین پر ہی قتل کا حکم اس حدیث میں کیوں دیا جاتا۔ علاوہ ازیں محاربہ اور برسرپیکار ہونا تو تبدیل دین کے بغیر بھی سبب قتال ہے اور باغی خواہ مسلم ہو یا غیر مسلم سب کے ساتھ مقاتلہ اور قتال کا حکم ہے، اور محارب چونکہ برسرپیکار ہوتا ہے اس لئے اس کے ساتھ مقابلہ اور قتال ہی ہوسکتا ہے جو دونوں طرف سے وقوع قتال کو چاہتا ہے، اور اس حدیث میں تبدیل دین پر قتال کا حکم نہیں دیا گیا بلکہ بطور سزا کے مرتد کو قتل کرنے کا حکم دیا گیا ہے اس لئے اس میں محاربہ کی قید لگانا قتل اور قتال کے فرق کو نظر انداز کردینا ہے۔ چونکہ ارتداد اور محاربہ علیحدہ علیحدہ دو جرم ہیں اور ان دونوں کی سزائیں بھی مختلف ہیں البتہ بعض اوقات مرتدین کی جماعت بھی قوت وشوکت حاصل کرکے مسلمانوں کے مقابلے پر آمادہ ہوجاتی ہے اور اس طرح ارتداد اور محاربہ دونوں جرم جمع ہوجاتے ہیں۔

یہیں سے مضمون نگار کی اس بات کا جواب بھی سمجھ میں آگیا ہوگا کہ اس سے مراد وہی لوگ ہیں جو اسلام کو چھوڑ کر ساتھ ہی مسلمانوں کو چھوڑ کر کفار سے جا ملتے تھے۔ پہلے جو شخص دارالاسلام کو چھوڑ کر دارالکفار میں چلا جاتا تھا اس پر سزائے قتل کا جاری کرنا کب ممکن تھا اور ایسے لوگ اس سے کیسے مراد ہوسکتے ہیں جن پر سزائے قتل کا جاری کرنا ہی ممکن نہیں رہتا۔ اسی طرح مضمون نگار نے جو یہ لکھا ہے کہ ''صلح حدیبیہ میں آنحضرت ﷺ نے یہ شرط قبول کرلی تھی کہ کوئی مسلمان کفار کے ساتھ جا ملے تو واپس نہیں کیا جائے گا، اگر قرآن میں مرتد کی سزا قتل ہوتی تو آپ اس کے خلاف شرط کبھی قبول نہ کرتے'' (حوالہ بالا)

اس کا جواب بھی اس سے ہوگیا کہ جو شخص مرتد ہوکر دارالحرب میں چلا گیا الحاق بدارالحرب کے بعد اب اس پر سزائے ارتداد کا نافذ کرنا ممکن ہی نہیں رہا اور وہ اسلامی سلطنت کے دائرۂ اختیار سے نکل گیا، ایسے شخص کے واپس نہ کئے جانے کی شرط قبول کرلینا اس کی دلیل نہیں بن سکتا کہ اسلام میں مرتد کی سزا قتل نہیں ہے، اسلامی سزا کا اسی شخص پر نفاذ کیا جاسکتا ہے جو اسلامی حدود سلطنت میں رہتا ہو اور جس پر حکومت کا قابو اور گرفت ہو۔

(جاری ہے)

حضرت مولانا قاری محمود احمد صاحب ملتان

فضائل قرآن کریم

افادات: شیخ التفسیر حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلوی رحمہ اللہ تعالیٰ سابق شیخ الحدیث جامعہ اشرفیہ لاہور

بعد از خطبہ مسنونہ: یـایھـاالـذین امنـوا قـوا انفسـم واھـلیکـم نـاراً وقـودھـاالناس والحجارۃ اس آیت کی تفسیر ایک حدیث میں یہ دیکھی کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ آگ سے بچانے کے معنیٰ ہیں کہ اپنی اولاد کو دین کا علم سکھلاؤ۔ آپ نے فرمایا کہ اپنے آپ کو اور اپنی اولاد کو آگ سے بچانے کا طریقہ یہ ہے کہ خود بھی علم دین سیکھو، اپنی اولاد کو بھی دین سکھلاؤ اور اپنے گھر والوں کو دین سکھلاؤ۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے اس آیت کی تفسیر یہی منقول ہے کہ آگ سے بچانے کے معنیٰ ہیں کہ ان کو نماز سکھلاؤ، ان کو قرآن سکھلاؤ اور ان کو دین کی باتیں بتلاؤ، اور جب وہ سات برس کے ہو جائیں تو ان کو نماز کا حکم دو۔

آج میں اپنے پوتے کے ختم قرآن میں حاضر ہوا تھا تو اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے اور احسان ہے کہ اس نے مالک میاں کو بھی حافظ بنایا، جو میری اولاد ہے اور ان کے بعد اللہ تعالیٰ نے ان کی اولاد کو بھی حافظ بنایا، تو آیت یاد آئی کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ابراہیم علیہ السلام کے قصے میں فرمایا ہے، ووھبنا لہ اسحق ویعقوب نافلۃ کہ (ہم نے) ابراہیم علیہ السلام کو اسحٰق بیٹا دیا اور یعقوب جو ہے ان کا پوتا دیا جو بطور نفل کے ہوگا، تو معلوم ہوا کہ بیٹا جو ہے وہ فرض اور واجب کے درجہ میں رہتا ہے اور پوتا جو ہوتا ہے وہ نفل کے درجہ میں رہتا ہے تو اللہ تعالیٰ آدمی کے فرض اور واجب کو بھی حافظ کر دے اور اس کے نوافل کو بھی حافظ کر دے تو یہ اس کا انعام ہے۔

یہ میں نے اس لیے بیان کیا کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے تمام مسلمانوں کو دعاء کرنی چاہیے کہ ان کو توفیق دے کہ ہم خود بھی قرآن پڑھیں اور اللہ تعالیٰ ان کو توفیق دے کہ اپنی اولاد کو بھی قرآن پڑھائیں، اور اللہ اگر ان کو زندگی بخشے تو وہ اپنی اولاد اولاد کو یعنی پوتے اور نواسوں کو بھی قرآن کی طرف لگاویں، یہ نہیں ہے کہ فقط اپنی ذات پر ہی بس ہوگیا اور آگے اولاد کو اور اپنے پوتوں اور نواسوں کی خبر گیری نہ کرو۔ تو آدمی کو چاہیے کہ خود بھی دین کا علم حاصل کرے اور اپنی اولاد کو بھی دین کا علم حاصل

کرائے اور اولاد کے بعد جو پوتے ہوں تو ان کی بھی کوشش یہی رہنی چاہیے کہ اللہ تعالیٰ ان کو دین کا علم عطا فرمائے تو اللہ تعالیٰ نے قرآن کی اس آیت میں فرما دیا کہ اپنے اپ کو اور اپنے گھر والوں کو آگ سے بچاؤ، اس کا طریقہ کیا؟ کہ دین کا علم سکھلاؤ، ان کو نماز سکھلاؤ، قرآن سکھلاؤ۔

قرآن پڑھنے اور پڑھانے والا سب سے بہتر ہے

تو تمام خیر کی باتوں سے جو سب سے بڑی چیز ہے وہ قرآن کریم کی تعلیم ہے حدیث میں آتا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ خیرکم من تعلم القرآن و علمه بہترین آدمی تم میں سے وہ ہے جس نے خود بھی قرآن سیکھا اور پڑھا اور دوسروں کو بھی قرآن پڑھایا۔ایک حدیث میں تو یہ آیا ہے۔

تلاوت قرآن اور ذکر موت دلوں سے زنگ کو دور کرتی ہے

اور ایک حدیث میں نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ان القلوب تصدأ كما يصدأ الحديد، دلوں پر زنگ آجاتا ہے جیسے لوہے پر زنگ آجاتا ہے تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جو مجلس میں حاضر تھے عرض کیا یا رسول اللہ وما جلاء ها اس زنگ کے دور کرنے کا طریقہ کیا ہے؟ تو فرمایا تلاوة القرآن وذكر الموت قرآن کی تلاوت کرنا اور موت کو یاد کرنا تو آدمی کو چاہیے کہ اپنے دلوں سے زنگ کو دور کرنے کیلئے قرآن کی تلاوت کرے اور موت کو یاد کرے۔

اور حدیث میں یہ بھی آتا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے فرشتے مقرر ہیں کہ روزانہ پانچ وقت کی نماز کے وقت اعلان کرتے ہیں کہ اے لوگو تمہاری موت قریب آگئی ہے اس کیلئے تیار ہو جاؤ تو موت کا تصور اور موت کا تذکرہ جو ہے یہ بھی آدمی کے زنگ کو دور کرتا ہے اور قرآن کی تلاوت جو ہے یہ بھی دل کے زنگ کو دور کرتی ہے۔

تلاوت قرآن کریم قرب الٰہی کا ذریعہ ہے

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کا واقعہ نقل کیا امام غزالی رحمہ اللہ نے کہ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے حق جل شانہ کو خواب میں دیکھا تو عرض کیا یا رب العٰلمین آپ تک پہنچنے کا طریقہ کیا ہے؟ سب سے قریب راستہ کیا ہے؟ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میرے کلام کی تلاوت، میرے قرآن اور میرے کلام کی تلاوت جو ہے وہ سب سے قریب راستہ ہے مجھ تک پہنچنے کا تو امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے سوال کیا کہ بفهم او بلا فهم اے پروردگار آپ تک پہنچنے کا جو یہ راستہ قرآن ہے سمجھ کر ہے یا بغیر سمجھے بھی پہنچنے کا

راستہ ہے تو اللہ تعالیٰ نے جواب میں ارشاد فرمایا بفھم وبغیر فھم سمجھ کر ہو اور بغیر سمجھ کر ہو جس طرح بھی قرآن پڑھے گا وہ میرے تک پہنچ جائے گا۔

ایک مرتبہ مولانا شبیر احمد صاحب رحمہ اللہ حیات تھے کچھ قرآن کریم کا ذکر آ گیا تو میں نے یہ حکایت احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے خواب کی ذکر کردی مولانا کے سامنے تو مولانا سن کر فرمانے لگے کہ ہاں بھائی بالکل درست ہے خمیرہ گاؤزبان عنبری جواہر والا گنوار کھالے جب دماغ کو معطر کرے گا، طبیب کھالے جب دماغ کو معطر کرے گا خمیرہ گاؤزبان کی خاصیت تو ہر حال میں ہے چاہے کسی کو اس کی خاصیت کا علم ہو اور چاہے نہ ہو تو قرآن کا مطلب سمجھے یا نہ سمجھے جو اللہ کے کلام کی تلاوت کرے گا حق تعالیٰ کا قرب حاصل ہو جائے گا اس کو، تو یہ اللہ تعالیٰ کے کلام کی برکت ہے۔

حافظ قرآن کے والدین کا اعزاز

اور حدیث میں آتا ہے کہ من قرأ القرآن وعمل به جس نے قرآن کو پڑھا اور اس پر عمل بھی کیا البس والداه تاجا یوم القیمة اس کے ماں باپ کو قیامت کے دن ایک تاج پہنایا جائے گا ضوءه احسن من الشمس (لو كانت) فی بیوتکم اور اس کی روشنی جو ہوگی آفتاب سے زیادہ روشنی ہوگی تمہارے گھروں میں اگر آفتاب آجائے ،تو قید لگادی حدیث میں فی بیوتکم کی ،آفتاب اگر آسمان پر ہو جب بھی روشنی ہے اور اگر آفتاب ہمارے گھر ہی میں آجائے تو پھر روشنی کی کوئی حد ہی نہیں رہتی تو روایت میں جو ارشاد فرمایا کہ جس نے قرآن پڑھا اس کے والدین کو تاج پہنایا جائے گا اور جس نے قرآن پڑھا ہے اس کے تاج کا ذکر نہیں فرمایا تو اشارہ یہ ہے کہ ماں باپ جو ذریعہ بنے ہیں قرآن کے پڑھانے کا جب ان کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا یہ معاملہ ہے کہ تاج پہنایا جائے گا کہ جس کی روشنی آفتاب سے زیادہ ہوگی تو جس نے خود قرآن یاد کیا ہے اس کے ساتھ تو کیا معاملہ ہے وہ وہم وگمان سے بالا اور برتر ہے اس لئے اس کے تاج کا کوئی ذکر نہیں فرمایا نبی کریم ﷺ نے ،تو مسلمانوں کو چاہیے کہ خود بھی قرآن پڑھیں اور اپنی اولاد کو بھی قرآن پڑھائیں تاکہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے کوئی نعمت اور کرامت ان کو میسر ہو جائے۔

قیامت کے دن تین مجلس سماع ہوں گی

اور بعض محدثین نے لکھا کہ قیامت کے دن تین مجلسیں سماع کی منعقد ہوں گی ایک ادنی درجہ

کا سماع ہوگا، ایک متوسط اور درمیانہ درجہ کا سماع ہوگا، ایک اعلیٰ درجہ کا سماع ہوگا جنت میں۔

ادنیٰ درجہ کا سماع یہ ہوگا کہ حوریں جو ہیں جنت میں اپنے شوہروں کے سامنے گائیں گی نحن الخالدات نحن الناعمات حدیث میں آیا تو حوروں کا اپنے شوہر کے سامنے گانا جو ہے یہ ادنیٰ درجہ کا گانا ہے ہر ایک اپنے اپنے خیمہ کے اندر اور اپنے اپنے محل کے اندر اپنی حوروں کا گانا سنے گا۔

نمبر دوم کا گانا یہ ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام کا ایک معجزہ خوش الحانی کا تھا تو قرآن میں ہے کہ داؤد علیہ السلام زبور کو پڑھا کرتے تھے تو چرند اور پرند جنگل کے جمع ہو جاتے تھے تو وہ ان کے ساتھ اور پہاڑوں کے ساتھ تسبیح پڑھنے لگ جاتے تھے۔ لوگ بھی جمع ہو جاتے اور چرند پرند بھی ان کے ساتھ تسبیح پڑھا کرتے تو وہ تسبیح جو پڑھا کرتے تھے وہ اللہ تعالیٰ کی حمد اور ثنا کو بیان کیا کرتے تھے، یہ قرآن کریم میں ان کا واقعہ اور ان کا معجزہ بیان کیا ہے تو ایک حدیث میں آیا کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن داؤد علیہ السلام سے فرمائیں گے کہ اے داؤد تو دنیا میں میری تسبیح کا گیت گایا کرتا تھا خوش الحانی کے ساتھ میں چاہتا ہوں کہ آج یہاں تو میری تسبیح کا گیت گاوے خوش الحانی کے ساتھ اور میری حمد اور ثنا کو بیان کرے تو وہاں تو بجز سمعنا و اطعنا کے چارہ نہ ہوگا تو ان کیلئے ایک کرسی بچھائی جائے گی عرش کے سامنے تا کہ اس پر بیٹھ کر اللہ کی حمد اور ثنا کا گیت گاویں جیسا کہ دنیا میں گایا کرتے تھے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے جنت میں اعلان ہو جائے گا کہ فلاں وقت میں داؤد علیہ السلام ہماری تسبیح کا گیت گائیں گے اس مجلس سماع میں جس کو حاضر ہونا ہو آ سکتا ہے مگر شرط یہ ہے کہ دنیا میں جس کے کام طبلوں اور سارنگیوں سے محفوظ رہے ہوں وہ حاضر ہو سکتا ہے اس مجلس میں اور جس نے دنیا میں طبلے اور سارنگیاں سنی ہوں وہ نہیں حاضر ہو سکتا اس مجلس میں۔ تو داؤد علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی حمد اور ثنا کا گیت گاویں گے تو محدثین نے لکھا ہے کہ یہ نمبر دوم کا سماع ہوگا کہ خوش الحانی کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کا گیت گایا جاوے گا اور تمام اہل جنت سنیں گے یہ مجلس سماع ہوگی نمبر دوم کی۔

اور ایک ہوگی مجلس سماع اعلیٰ درجہ کی ہر جمعہ کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا جنت میں دیدار ہوگا اور لوگ جمع ہوں گے اللہ تعالیٰ کے دیدار اور جلوہ کیلئے تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ خود اپنے کلام کی تلاوت فرماویں گے اور تمام اہل جنت قرآن کو سنیں گے تو یہ معلوم ہوگا کہ یہ قرآن اب نازل ہو رہا ہے اس سے پہلے گویا کبھی سنا ہی نہیں تھا۔.............................(جاری ہے)

مفتی محمد عبداللہ چنیوٹی

احکام القرآن مفتی عبدالشکور ترمذی کا منہج تحقیقی جائزہ (قسط۹)

احکام اعتقادیہ

وہ احکام جن کا مکلف کو اعتقاد رکھنا ضروری ہے جن میں اللہ تعالیٰ، ملائکہ، کتابیں، رسول اور آخرت کا دن شامل ہے۔

اللہ پر ایمان لانا

قولہ تعالٰی یریدون ان یخرجوامن النار وماھم بخرجین منھا ولھم عذاب مقیمo

قال المظھری اورد الجملة الاسمية بدل وما يخرجون للمبالغة وفيها افادة كما لايندفع ولايخفف عذابهم لايندفع دوامة ولايزول عنهم۔

فی التفسیر القرطبی:قال یزید الفقیر:قیل لجابر بن عبد اللّٰہانکم یااصحاب محمد تقولون ان قوما یخرجون من النار واللّٰہ تعالٰی یقول "وما ھم بخرجین منھا "فقال جابرانکم تجعلون العام خاصا والخاص عاماوانما ھذا فی الکفار خاصة فقرات الاٰیة کلھا من اولھا الٰی اخرھا فاذا ھی فی الکفار خاصة لان فی اولھا قولہ تعالٰی"ان الذین کفروا لو ان لھم مافی الارض جمیعا ومثلہ معہ لیفتدوا بہ من عذاب یوم القیامة ماتقبل منھم ولھم عذاب الیم "وفیہ دلالة واضحة علٰی ان الاية فی حق الکفار خاصة۔

احکام القرآن مطبوعہ کی جلد نمبر۲ صفحہ نمبر۱۱۳ پر سورہ مائدہ کی آیت نمبر۳۷ یـــریدون ان یخرجوا من النار وماھم بخارجین منھاولھم عذاب مقیم کے تحت یہ مسئلہ بیان فرمایا کہ ''جہنم سے نہ نکالا جانا کفار کے ساتھ مختص ہے اور جس نے اخلاص سے کلمہ طیبہ لاالہ الااللّٰہ

کہا اس کو نکالا جائے گا"۔اس کے تحت تفسیر مظہری کے حوالے سے ذکر فرماتے ہیں کہ آیت میں وماھم بخارجین منھاولھم عذاب مقیم میں جملہ اسمیہ بدل کے طور پر واقع ہوا اور ان کفار کو نہ نکالا جانا مبالغہ کے طور پر ذکر فرمایا'' اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ان کفار سے عذاب دور یا کم نہیں کیا جائے گا،اس عذاب کا ان کفار سے دوام نہ دور ہوگا اور نہ زائل ہوگا۔

تفسیر قرطبی کے حوالے سے فرماتے ہیں کہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے پوچھا گیا کہ اے محمد کے ساتھیو اتم کہتے ہو کہ قوم کو جہنم سے نکال لیا جائے گا حالانکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وماھم بخارجین منھا وہ اس جہنم سے نکلنے والے نہیں ہوں گے،تو جابر رضی اللہ عنہ نے کہا یقیناً تم عام حکم کو خاص اور خاص کو عام بنادیتے ہو اور یہ حکم خاص طور پر کفار کیلئے ہے پھر جب مکمل آیت تلاوت کی تو وہ خاص طور پر کفار کیلئے ہی تھی،کیونکہ اس کے ابتداء میں ارشاد باری تعالیٰ ہے ان الذین کفروا لو ان لھم مافی الارض جمیعا ومثلہ معہ لیفتدوا بہ من عذاب یوم القیامۃ ما تقبل منھم ولھم عذاب الیم۔اس میں واضح دلالت موجود ہے کہ یہ آیت خاص طور پر کفار کیلئے ہی ہے۔

حضرت محمد ﷺ پر ایمان لانا

قولہ تعالی قل یاھل الکتاب لستم علی شیء حتیٰ تقیموا التوراۃوالانجیل وماانزل الیکم من ربکمo

وجوب الایمان برسالۃ نبینا محمدﷺالی جمیع الناس ونسخ الملل بملتہ

وروی عن مسلم فی باب وجوب الایمان برسالۃ نبینا محمد ﷺالی جمیع الناس ونسخ الملل بملتہ عن ابی ھریرۃ عن رسول اللّٰہ ﷺانہ قا ل "والذی نفس محمد بیدہ لا یسمع بی احد من ھذہ الامۃ یھودی ولا نصرانی ثم یموت ولم یؤمن بالذی ارسلت بہ الا کان من اصحاب النار"قال النووی وانما ذکر الیھود والنصاری تنبیھا علی من سواھما لان الیھودوالنصاری لھم کتاب فاذا کان ھذاشانھم مع ان لھم کتابا فغیرھم ممن لاکتاب لھم اولی ، واللّٰہ اعلم۔

وقال النووی :ففیہ نسخ الملل کلھا برسالتہ نبینا ﷺوفی مفھومہ دلالۃ علی ان من لم تبلغہ دعوۃ الاسلام فھو معذور وھذا جار علی ماتقرر فی

الاصول انه لاحکم قبل ورود الشرع علی الصحیح واللّٰہ اعلم۔

سورۂ مائدہ کی آیت نمبر ۶۸ قل یاھل الکتاب لستم علی شیء حتی تقیموا التوراۃ والانجیل وما انزل الیکم من ربکم کے تحت یہ لکھتے ہیں فرمایا کہ حضرت تھانوی مسائل السلوک میں یہ مسئلہ بیان فرمایا کہ یہ آیت اس بات پر دلالت کر رہی ہے کہ اتباع شریعت کے بغیر کمالات کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ایک اہم مسئلہ یہ بھی مستنبط فرمایا کہ ہمارے نبی حضرت محمد ﷺ کی رسالت پر ایمان لانے کا وجوب اور آپ ﷺ کی ملت کی وجہ سے تمام دیگر ملتوں کا منسوخ ہونا۔

امام مسلم رحمہ اللہ نے باب وجوب الایمان برسالۃ نبینا صلی اللّٰہ علیہ وسلم الی جمیع الناس ونسخ الملل بملۃ کے تحت روایت فرمائی کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ آنحضرت ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ ’’آپ ﷺ نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں محمد کی جان ہے اس امت کے کسی یہودی و نصرانی نے میرے بارے سنا پھر وہ مر گیا اور میری رسالت پر ایمان نہیں لایا تو وہ جہنم والوں میں سے ہوگا‘‘۔علامہ نووی فرماتے ہیں ’’کہ یہود و نصاریٰ کا ذکران کے علاوہ کیلئے تنبیہ کے طور پر ہے کیونکہ یہود و نصاریٰ کے پاس تو کتاب تھی یعنی وہ اہل کتاب تھے، ان کیلئے یہ حکم ہے باوجود یکہ ان کے پاس کتاب بھی ہے تو جن کے پاس کوئی اللہ کی طرف سے کتاب نازل نہیں ہوئی ان کیلئے حضرت محمد ﷺ پر ایمان لانا زیادہ ضروری ہوا‘‘۔علامہ نووی فرماتے ہیں کہ ’’اس آیت میں ہمارے نبی کریم ﷺ کی رسالت کی وجہ سے تمام دیگر ملتیں منسوخ ہیں اور اس کے مفہوم میں یہ دلالت بھی شامل ہے کہ جس تک اسلام کی دعوت نہیں پہنچی تو وہ معذور ہے، یہ بات اس مقررہ اصول پر جاری ہوئی کہ صحیح قول کے مطابق شریعت کے وارد ہونے سے پہلے کوئی حکم نہیں ہوگا‘‘۔

آخرت میں حساب کی کیفیت کا بیان

قولہ تعالٰی : الاله الحکم وهو اسرع الحاسبین o

بیان کیفیة الحساب

قال الرازی واختلفوا فی کیفیة هذا الحساب فمنهم من قال انه تعالٰی یحاسب الخلق بنفسه دفعة واحدة لایشغله کلام عن کلام ومنهم من قال بل یأمر الملائکة حتیٰ ان کل واحد من الملائکة یحاسب واحدا من العباد لانه تعالٰی لو حاسب

الکفار بنفسه لتکلم معهم وذلك باطل لقوله تعالٰی فی صفة الکفار ولا یکلمهم۔

قال فی الروح : وذهب آخرون الی انه عزوجل انما یحاسب المومنین بنفسه، واما الکفار فتحاسبهم الملائکة لانه تعالٰی لوحاسبهم لتکلم معهم وذلك باطل لقوله تعالٰی فی صفتهم ولا یکلمهم واجاب الاولون عن هذابان المراد انه تعالٰی لا یکلمهم بما ینفعهم فان ظواهر الایات ومنها ماتقدم فی هذه السورة من قوله تعالٰی :ویوم نحشرهم جمیعا ثم نقول للذین اشرکوا این شرکاء کم الذین کنتم تزعمون وقوله سبحانه ولوتری اذوقفوا علٰی ربهم قال الیس هذابالحق قالوابلٰی وربنا قال فذوقوا العذاب بما کنتم تکفرون۔

تدل علٰی تکلیمه تعالٰی لهم فی ذلك الیوم ثم ان کیفیة ذلك الحساب ممالا تحیط بتفصیلها عقول البشر من طریق الکفر اصلا ولیس لنا الا الایمان به مع تفویض الکیفیة وتفصیلها الٰی عالم الغیب والشهادة۔

سورۂ انعام کی آیت نمبر ۶۲ الا له الحکم وهو اسرع الحاسبین کے تحت لکھتے ہیں امام رازی نے فرمایا کہ اس حساب کی کیفیت میں اختلاف ہوا ہے بعض نے کہا کہ اللہ تعالیٰ سب کا حساب دفعۃً واحدۃً لے لے گا اور بعض نے کہا کہ اللہ تعالیٰ فرشتوں کو حکم دے گا حتی کہ ایک فرشتہ ایک بندے سے حساب لے گا کیونکہ اللہ تعالیٰ اگر خود کفار سے حساب لے تو ان سے کلام کرنا لازم آتا ہے اور یہ کفار کے بارے میں باطل ہے کیونکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ ولا یکلمهم یعنی وہ ان سے کلام نہیں کرے گا۔

تفسیر روح المعانی میں فرمایا بعد والے لوگ اس بات کے قائل ہوئے کہ اللہ تعالیٰ مومنین کا حساب خود لے گا اور کافروں کا حساب فرشتے لیں گے کیونکہ اگر اللہ تعالیٰ کفار کا حساب خود لے تو ان سے کلام ہوگا اور یہ قرآن مجید میں ارشاد باری کے خلاف ہے۔فرمایا و لا یکلمهم اور وہ ان سے کلام نہ کرے گا۔پہلے لوگوں نے اس کا جواب دیا کہ کلام نہ کرنے سے مراد اللہ تعالیٰ ایسا کلام نہ کرے گا جو ان کفار کو نفع دے پس ظاہر آیات اور اس سورۃ میں جو اس سے پہلے گزر چکا ہے آیت اس بات پر دلالت کررہا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس دن ان سے کلام کرے گا پھر اس حساب کی کیفیت کا انسانی عقول احاطہ نہیں کرسکتیں اور ہمارے ذمہ اس حساب کی کیفیت و تفصیل اللہ کے سپرد کرتے ہوئے ایمان لانا ہے۔

مرسلہ: مولانا کامل الدین صاحب میلوول

امام المسلمین حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ

کے بعض ملفوظات طیبات

(۱) آپ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک مرتبہ حق تعالیٰ کو خواب میں دیکھا تو عرض کیا اے پروردگار! جو اعمال بندہ کو آپ سے قریب کرنے والے ہیں ان میں سب سے بہتر اور زیادہ مفید کونسا عمل ہے؟ ارشاد فرمایا کہ میرے کلام کی تلاوت۔ میں نے عرض کیا کہ یہ تقرب کا عظیم الشان فائدہ صرف اس صورت میں ہے جبکہ قرآن مجید کو سمجھ کر پڑھا جاتا ہے یا عام ہے کہ سمجھ کر پڑھیں یا بلا سمجھے؟ اشاد فرمایا کہ سمجھ کر پڑھیں یا بلا سمجھے ہر حال میں وہ میرے قرب خاص کا ذریعہ ہے۔ (از کتاب صفوۃ الصفوۃ لابن الجوزی ص ۲۲۴)

(۲) کوئی نوعمر لڑکا اگر آپ کی خدمت میں طلب حدیث کے لئے تنہا حاضر ہوتا تو آپ اس کو تنہائی میں حدیث پڑھانے سے انکار فرما دیتے تھے جب تک کہ اس کے ساتھ کوئی دوسرا آدمی نہ ہو، اور فرماتے تھے کہ خدا تعالیٰ کے عظیم القدر پیغمبر حضرت زکریا علیہ السلام نے اس لئے نکاح کرلیا تھا کہ نظر بد کے خطرہ سے محفوظ ہو جاویں (تو ہمارا کہاں ٹھکانا ہے، ہمیں تو ایسے مواقع سے بہت بچنا چاہئے جن میں نظر بد کا ذرا بھی احتمال ہو) (صفوۃ الصفوۃ)

ف: سبحان اللہ! اس امام ہمام کی احتیاط وتقویٰ دیکھئے کہ باوجود ہر طرح قادر علی النفس اور مجسم تقویٰ ہونے کے کسی نوعمر لڑکے کو تنہائی میں درس حدیث دینے سے بچتے تھے۔ افسوس ہے کہ آج کل یہ بلا اس قدر عام ہوگئی ہے کہ عوام کا تو پوچھنا کیا علماء، فضلاء اور معلمین ومدرسین اس میں احتیاط نہیں کرتے۔

(۳) ایک مرتبہ اپنے ایک بھائی کو خط لکھا:

امابعد، اے برادر! کیا ابھی تک تمہارے لئے یہ وقت نہیں آیا کہ تم لوگوں سے وحشت کرنے لگو حالانکہ ہمارے سلف صحابہ وتابعین وغیرہم کا حال یہ تھا کہ جب ان کی عمر چالیس سال کو پہنچ جاتی تھی تو سب سے جان پہچان، میل ملاقات چھوڑ دیتے تھے اور ایسے ہو جاتے تھے کہ گویا وہ مخبوط العقل ہیں، تاکہ وہ سب سے یکسو ہو کر موت کی تیاری کریں (صفوۃ الصفوۃ ص ۲۲۶)

(۴) آپ فرمایا کرتے تھے کہ دو خصلتیں ایسی ہیں کہ انکا علاج بہت دشوار ہے، ایک لوگوں سے

طمع کا قطع کرنا، دوسرے اللہ تعالیٰ کے لئے عمل میں اخلاص پیدا کرنا۔

(۵) آپ فرمایا کرتے تھے کہ جس کی عقل بڑھائی جاتی ہے اس کا رزق کم کردیا جاتا ہے۔

(۶) آپ فرماتے تھے کہ بقدر ضرورت دنیا کا طلب کرنا حب دنیا میں داخل نہیں۔

(۷) فرماتے تھے کہ آب زم زم مثل خوشبو کے ہے، جس طرح خوشبو کارد کرنا (بلا عذر شرعی) خلاف سنت ہے، اسی طرح آب زم زم کارد کرنا بھی خلاف ادب ہے۔

(۸) آپ فرمایا کرتے تھے کہ جب قرض کے متعلق حدیث میں یہ وارد ہے کہ جب میت کے ذمہ قرض رہتا ہے اس کی روح معلق رہتی ہے تو غیبت کا کیا حال ہوگا، کیونکہ قرض کے تو ادا کرنے کی بھی صورتیں ہیں، وارث بھی میت کی طرف سے ادا کرسکتے ہیں اور غیبت کا دین ادا نہیں کیا جاسکتا، کیونکہ اگر کسی شخص کا دین ہمارے ذمہ ہوا اور وہ مر جاوے تو ہم اس کے وارثوں کو ادا کرکے یا معاف کرا کر اس سے بری ہوسکتے ہیں، لیکن ہم نے اگر کسی کی غیبت کی اور اس کا انتقال ہوگیا تو ہم اگر اس کے سارے وارثوں بلکہ ساری دنیا کو راضی کرلیں اور سب سے معافی مانگتے پھریں، اس کا مطالبہ ہم سے ساقط نہیں ہوسکتا۔ اس سے معلوم ہوا کہ مسلمان کی آبرو اس کے مال سے زیادہ واجب الاحترام ہے۔

(۹) فرماتے تھے کہ حضرت خضر علیہ السلام نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو وصیت فرمائی تھی کہ کسی گناہگار کو اس کے گناہ پر کبھی عار مت لگاؤ اور حقیر مت سمجھو۔

(۱۰) فرماتے تھے کہ علم اگر تمہیں نفع نہ پہنچائے تو وہ تمہیں ضرر پہنچائے گا (یعنی یہ نہ سمجھو کہ علم سے نفع نہ ہوا تو نہ سہی کوئی نقصان بھی تو نہیں کیونکہ علم غیر نافع مضر ہے)

(۱۱) آپ فرمایا کرتے تھے کہ طالب علم اس وقت تک عقلمند نہیں کہلاسکتا جب تک اپنے نفس کو تمام مسلمانوں سے کمتر نہ سمجھے۔

(۱۲) فرمایا کرتے تھے کہ اگر کوئی شخص تمہارا حق غصب کرلے اور بغیر خصومت (مقدمہ بازی) کے اس کے وصول ہونے کی توقع نہ ہو تو اس حق کو چھوڑ دو، کیونکہ تمہارے دین کی اس میں حفاظت ہے۔

(۱۳) فرمایا کرتے تھے کہ قرن اول میں جو لوگ شرار (بدعمل) سمجھے جاتے تھے وہ اس قرن کے صلحاء واتقیاء سے بہتر تھے۔

(ماخوذ از رسالہ ملفوظات امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ مرتبہ حضرت مولانا مفتی محمد شفیع عثمانی قدس سرہ)

مولانا محمد سجاد صاحب وسندے والی

ماہ رمضان المبارک کے چند فضائل واحکام

فضیلت ماہ رمضان المبارک

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب رمضان (کامہینہ) آتا ہے تو جنت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں، نیز ایک روایت میں ہے کہ رحمت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب رمضان (کامہینہ) آتا ہے تو آسمان کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کردیے جاتے ہیں اور شیاطین کو زنجیروں میں جکڑ دیا جاتا ہے۔

ماہ مبارک کی ان فضیلتوں کو دیکھتے ہوئے مسلمانوں کو اس مہینہ میں عبادت کا خاص اہتمام کرنا چاہئے اور کوئی لمحہ ضائع اور بے کار جانے نہیں دینا چاہئے، شب وروز کے ساعات کو اعمال صالحہ کے ساتھ مزین ومعمور رکھنے کی سعی اور کوشش میں مصروف رہنا چاہئے۔ دوسرے مہینوں کی دائمی عبادات کے ساتھ بعض دوسری عبادات کو اس ماہ مبارک میں مقرر کرنے سے شریعت کی غرض بھی یہ معلوم ہوتی ہے کہ اس ماہ مبارک کا ہر لمحہ اور ہر ساعت عبادت وبندگی میں گزرے، لیکن حاجت بشریہ میں گھرے ہوئے انسان کیلئے یہ ناممکن تھا کہ وہ اپنے کاروبار اور بشریت کے تقاضوں سے علیحدہ ہوکر ہمہ وقت عبادت میں مشغول ہوجاتا، اس لئے انسانوں کے ضعف اور ان کی ضروریات طبعیہ پر نظر فرماکر خداوند تعالیٰ کی رحمت نے دستگیری فرمائی اور اس ماہ مبارک میں ایسی خاص طرز کی عبادت کو فرض کے طور پر معین فرمادیا کہ انسان اس عبادت کے ساتھ اپنی تمام ضروریات وحوائج میں بھی مصروف رہ سکتا ہے اور عین اسی حالت میں وہ عبادت میں بھی مشغول ہوتا ہے، ایسی خاص طریقہ کی عبادت روزہ ہے جس کو اس ماہ میں فرض فرمادیا گیا ہے۔

روزہ کی فضیلت

حضرت سہل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جنت میں ایک دروازہ ہے جس کو ریّان کہا جاتا ہے، قیامت کے دن روزہ دار اس دروازے سے (جنت میں) داخل ہوں گے، ان کے علاوہ اس دروازے سے کوئی داخل نہ ہوگا۔ کہا جائے گا روزہ دار کہاں ہیں؟ پھر وہ

کھڑے ہوں گے، ان کے سوا کوئی اس دروازے سے داخل نہ ہوگا، جب یہ لوگ داخل ہو جائیں گے تو دروازہ بند کر دیا جائے گا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو شخص رمضان المبارک میں ایمان کے ساتھ ثواب کی امید رکھتے ہوئے رمضان کا روزہ رکھے تو اس کے پچھلے تمام گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔

سحری کھانے کی فضیلت

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سحری کھایا کرو کیونکہ سحری میں برکت ہے (بخاری) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت سے رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد مروی ہے کہ سحری میں برکت ہے اسے ہرگز نہ چھوڑو، اگر کچھ نہیں تو اس وقت پانی کا ایک گھونٹ ہی پی لیا جائے، کیونکہ سحری میں کھانے پینے والوں پر اللہ تعالیٰ رحمت فرماتا ہے اور فرشتے ان کیلئے دعائے خیر کرتے ہیں (مسند احمد)

مسئلہ: سحری میں کھجور کا کھانا مستحب ہے، حضور ﷺ کا ارشاد ہے نعم سحور المؤمن التمر (مشکوٰۃ) مومن کی سحری میں کھجور خوب ہے۔ یہ مستحب گویا متروک ہو رہا ہے اس کو رواج دینا چاہئے۔

افطار کی فضیلت

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا گیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تین لوگوں پر ان کے کھانے میں ان شاء اللہ تعالیٰ حساب نہیں ہوگا جبکہ حلال کھائیں (۱) روزہ افطار کرنے والا (۲) سحری کھانے والا (۳) اللہ کے راستے میں پہرا دینے والا (ترغیب وترہیب)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا روزہ دار کیلئے دو خوشیاں ہیں، ایک افطار کے وقت اور ایک اپنے رب سے ملاقات کے وقت (صحیح بخاری)

حضرت عبداللہ بن ابی ملیکہ حضرت ابن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بلاشبہ روزہ دار کی افطار کے وقت دعا رد نہیں کی جاتی (بیہقی)

افطار کی دعا

اَللّٰهُمَّ لَكَ صُمْتُ وَعَلٰى رِزْقِكَ اَفْطَرْتُ (ابوداؤد) اے اللہ! میں نے تیرے لئے

روزہ رکھا اور تیرے رزق سے افطار کیا۔

روزہ افطار کرانے کی فضیلت

حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا جس شخص نے روزے دار کو افطار کرایا تو افطار کرانے والے کو روزہ دار کے برابر ثواب ملے گا لیکن روزہ دار کے ثواب میں کوئی کمی نہیں کی جائے گی (بلکہ یہ ثواب روزہ افطار کرانے والے کو علیحدہ سے حاصل ہوگا) (ترمذی)

روزہ کی تعریف

صبح صادق سے لے کر سورج غروب ہونے تک روزہ کی نیت سے کھانے پینے اور جماع کو چھوڑ دے شریعت میں اس کو روزہ کہتے ہیں (عالمگیری)

مسئلہ: رمضان المبارک کے روزے ہر مسلمان مرد وعورت عاقل وبالغ پر فرض ہیں، بغیر عذر شرعی ان کا چھوڑنا جائز نہیں (ایضاً)

مسائل نیت

روزہ کیلئے نیت شرط ہے، اور نیت کہتے ہیں دل کے قصد اور ارادے کو خواہ زبان سے کچھ کہے یا نہ کہے (ایضاً) اگر روزہ کی نیت نہ کی اور کھایا پیا بھی کچھ نہیں تو اس کا روزہ نہ ہوگا (ایضاً) اگر زبان سے بھی کچھ کہہ لے کہ کل میرا روزہ ہوگا یا عربی میں وَبِصَوْمِ غَدٍ نَوَيْتُ پڑھ لے تو بہتر ہے (ایضاً)

جن چیزوں سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے

(۱) جان بوجھ کر کھانا پینا اور صحبت کرنا (اس سے قضا کے ساتھ کفارہ بھی لازم ہوگا، کفارہ یہ ہے کہ ساٹھ روزے لگاتار رکھے، اگر اس کی طاقت نہ ہو تو ساٹھ مسکینوں کو دو وقت پیٹ بھر کر کھانا کھلا دے) (۲) قے آئے اور جان بوجھ کر واپس لوٹا دی جائے یا جان بوجھ کر منہ بھر قے کی جائے (۳) ناک یا کان میں دوا ڈالنا (۴) نسوار، سگریٹ اور اگربتی کا دھواں سونگھنا (۵) بیوی کو چھونے یا بوسہ لینے سے انزال ہو جانا (۶) کلی کرتے ہوئے حلق میں پانی چلا جانا (۷) یہ سمجھتے ہوئے کہ سورج غروب ہو گیا ہے کچھ کھا پی لینا حالانکہ سورج غروب نہ ہوا ہو (۸) یہ سمجھ کر کہ سحری کا وقت ختم نہیں ہوا کچھ کھا پی لینا حالانکہ سحری کا وقت ختم ہو چکا ہو (ان سب صورتوں میں صرف قضا لازم آئے گی)

نماز تراویح

حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص نے ایمان کی حالت میں اور ثواب کی امید رکھتے ہوئے رمضان میں قیام کیا اس کے پچھلے سارے (صغیرہ) گناہ معاف کر دیے گئے (صحیح مسلم)

خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم اجمعین اور اہل سنت والجماعت کے چاروں مسالک کا اتفاق ہے کہ بیس رکعات تراویح سنت مؤکدہ ہیں، حتیٰ کہ حرمین شریفین میں بھی بیس رکعات تراویح پڑھی جارہی ہیں۔ تراویح کی جماعت سنت مؤکدہ علی الکفایہ ہے، یعنی محلّہ کی کسی ایک مسجد میں تراویح جماعت کے ساتھ ادا کرنے سے سنت ادا ہو جائے گی، ورنہ سب اہل محلّہ گنہگار ہوں گے۔

تراویح پڑھانے والا عاقل، بالغ، مسلمان اور باشرع ہو۔ ڈاڑھی منڈانے والا اور ایک مشت سے کم ڈاڑھی کترانے والا فاسق ہے، اس کے پیچھے نماز تراویح بھی مکروہ تحریمی ہے۔

تراویح میں قرآن سنا کر یا سن کر کسی قسم کی اجرت اور معاوضہ لینا حرام ہے۔

عورتوں پر بھی مردوں کی طرح بیس رکعت تراویح کا پڑھنا سنت مؤکدہ ہے، مگر عورتیں اپنی تراویح تنہا پڑھیں جماعت نہ کرائیں، صرف عورتوں کی جماعت تراویح میں بھی مکروہ تحریمی ہے۔

اعتکاف

حضور اقدس ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ اعتکاف کرنے والا گناہوں سے محفوظ رہتا ہے اور اس کیلئے نیکیاں اتنی ہی لکھی جاتی ہیں جتنی کہ کرنے والے کیلئے (ابن ماجہ)

رمضان المبارک کے آخری عشرہ کا اعتکاف کرنا سنت مؤکدہ علی الکفایہ ہے، جس کا طریقہ یہ ہے کہ رمضان المبارک کی بیس تاریخ کو عصر کے بعد سورج غروب ہونے سے پہلے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کیلئے آخری عشرہ کے اعتکاف کی نیت کر کے مسجد میں داخل ہو جائے جبکہ اس مسجد میں پانچ وقت نماز با جماعت ہوتی ہو، اور شرعی طور پر عید کے چاند کا ثبوت ہو جائے تو اعتکاف ختم کر دے، اور یہ اعتکاف غروب آفتاب کے بعد ختم ہو جائے گا۔ معتکف کا ضرورت شرعیہ وطبعیہ کیلئے بقدر ضرورت مسجد سے باہر نکلنا جائز ہے، اگر بلا ضرورت شرعیہ وطبعیہ مسجد سے بھول کر یا جان بوجھ کر نکلا تو اعتکاف ٹوٹ جائے گا۔

عورت کا اعتکاف

گھر میں جو جگہ پہلے سے (نماز کیلئے) مقرر ہے اس میں عورت اعتکاف کی نیت سے بیٹھ سکتی

ہے، اور اگر پہلے سے جگہ مقرر نہ ہو تو ایک جگہ اعتکاف کیلئے مقرر کر لے اور اس جگہ سے بلا ضرورت شرعیہ وطبعیہ نہ نکلے، ورنہ اعتکاف ٹوٹ جائے گا۔ شادی شدہ عورت کیلئے خاوند سے اجازت لینا بھی ضروری ہے۔

عورت کے اعتکاف کیلئے شرط یہ ہے کہ وہ حیض ونفاس سے پاک ہو، اگر دوران اعتکاف حیض آ گیا تو اعتکاف ٹوٹ جائے گا اور جس دن حیض شروع ہوا صرف اسی ایک دن کی قضا واجب ہوگی۔

اعتکاف کی قضا

اگر اعتکاف دن میں فاسد ہوا تو صرف دن کی قضا واجب ہوگی، صبح صادق سے قبل شروع کر کے غروب آفتاب تک اعتکاف کرے۔ اور اگر رات میں اعتکاف فاسد ہوا تو دن رات دونوں کی قضا واجب ہے، غروب آفتاب سے قبل شروع کر کے دوسرے روز غروب کے بعد ختم کرے (احسن الفتاویٰ)

اعتکاف کی قضا کا طریقہ یہ ہے کہ اگر رمضان باقی ہو تو ایک دن کے روزہ سے قضا کر لے اور اگر یہ ممکن نہ ہو تو بعد میں کسی بھی دن روزے کے ساتھ اعتکاف کرے۔

شب قدر

ارشاد باری تعالیٰ (ترجمہ) ”شب قدر ہزار مہینوں سے بہتر ہے“ یعنی ہزار مہینے (۸۳ سال ۴ ماہ) تک عبادت کرنے کا جس قدر ثواب ہے اس سے زیادہ شب قدر میں عبادت کرنے کا ثواب ہے، اور اس زیادتی کا علم بھی نہیں کہ کتنی زیادہ ہے۔

حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا شب قدر کو رمضان المبارک کے آخری عشرہ کی طاق راتوں (۲۱، ۲۳، ۲۵، ۲۷، ۲۹) میں تلاش کیا کرو (صحیح بخاری)

شب قدر کی دعا

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضور اقدس ﷺ سے پوچھا کہ یا رسول اللہ ﷺ! اگر مجھے شب قدر کا پتہ چل جائے تو میں کیا مانگوں؟ حضور ﷺ نے فرمایا پڑھو اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّيْ (مشکوۃ المصابیح) اے اللہ! تو بے شک معاف کرنے والا ہے اور پسند کرتا ہے معاف کرنے کو پس معاف فرما دے مجھ سے بھی۔ (تفصیل کیلئے رسالہ ”مسائل وفضائل رمضان المبارک“ مؤلفہ فقیہ العصر حضرت مولانا مفتی سید عبدالشکور ترمذی قدس سرہ ملاحظہ فرمائیں)

مرسلہ: قاری محمد عبید اللہ ساجد صاحب فاروکہ

بیس رکعت نماز تراویح

جمہور اہل اسلام کے ہاں سنت مؤکدہ ہے

نماز تراویح جمہور اہل اسلام کے ہاں سنت مؤکدہ ہے۔ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "تو جان لے کہ بلاشبہ نماز تراویح باتفاق علماء سنت ہے" (کتاب الاذکار ص ۸۳)

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ "تراویح بیس رکعت ہیں اور اس کی کیفیت مشہور ہے اور یہ سنت مؤکدہ ہے" الخ (احیاء العلوم ج ا ص ۱۶۷)

امام موفق الدین ابن قدامہ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ "ماہ رمضان میں تراویح بیس رکعت ہیں اور سنت مؤکدہ ہیں" (مغنی ج ا ص ۸۰۲)

امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ "نماز تراویح مساجد مسلمین میں سنت مسنونہ (یعنی مؤکدہ) ہے" (مستدرک ج ا ص ۴۴۰)

ابن رشد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ "حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے ایک قول میں (دوسرا قول چھتیس کا ہے) اور امام ابوحنیفہ اور امام شافعی اور امام احمد اور امام داؤد (الظاہری) رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بیس رکعت تراویح ہیں (ہدایۃ المجتہد ج ا ص ۲۰۲)

علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ "تراویح سنت مؤکدہ ہیں، کیونکہ حضرات خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم اجمعین کا اس پر اجماع ہوگیا ہے، اور یہ عشاء کی نماز کے بعد ہیں اور بیس رکعت ہیں" (شامی ج ا ص ۵۱۱)

جامع الرموز (ج ا ص ۹۵) میں ہے کہ "نماز تراویح مردوں اور عورتوں سب پر سنت مؤکدہ ہے، اور اس پر حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین اور بعد کے حضرات کا اجماع ہے، اس کا منکر گمراہ ہے"۔

حضرت امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ "اکثر اہل علم کا عمل اس پر ہے جو حضرت علی اور حضرت عمر وغیرہما رضی اللہ عنہم اصحاب النبی ﷺ سے مروی ہے کہ نماز تراویح بیس رکعت ہے۔ امام سفیان ثوری، ابن مبارک، امام شافعی رحمہم اللہ تعالیٰ کا بھی یہی قول ہے۔ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ

علیہ فرماتے ہیں کہ "اس پر ہم نے مکہ مکرمہ میں لوگوں کو پایا کہ وہ بیس تراویح ہی پڑھتے ہیں" (ترمذی ج ۱ص ۹۹) آج بھی مسجد حرام اور مسجد نبوی میں بیس ہی رکعت پڑھی جاتی ہیں۔

السنن الکبریٰ (ج ۲ص ۴۹۶) میں صحیح سند کے ساتھ روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے (آخری) دور میں بیس رکعت تراویح ہوتی تھیں۔ امام بیہقی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اسنادہ صحیح، امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اسنادہ صحیح (شرح مہذب ج ۲ص ۳۲) علامہ عراقی رحمہ اللہ تعالیٰ، استاد حافظ ابن حجر رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اسنادہ صحیح (تعلیق الحسن ج ۲ص ۵۴)

الغرض حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے آخری دور سے مشرق سے لے کر مغرب تک اور شمال سے لے کر جنوب تک تمام ارباب مذاہب بیس رکعات تراویح ہی پڑھتے پڑھاتے رہے ہیں، اب کچھ عرصہ ہوا ہے کہ غیر مقلدین کے مجتہد مولانا مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے تراویح کے آٹھ ہونے کا شوشہ چھوڑا ہے اور بیس کو بدعت کہا ہے جن کا ان کے ہم مسلک مولانا غلام رسول صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے رسالہ تراویح میں خوب خوب رد کیا ہے جو مطبوعہ اور قابل دید ہے۔

اور ان لوگوں نے بخاری شریف کی جس روایت سے استدلال کیا ہے وہ استدلال غلط ہے، کیونکہ اس میں رمضان اور غیر رمضان کے لفظ موجود ہیں اور غیر رمضان میں تراویح نہیں ہوتی، اس سے نماز تہجد مراد ہے چنانچہ شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"کہ آں روایت محمول بر نماز تہجد است کہ در رمضان وغیر رمضان یکساں بود، غالباً تعداد یازدہ رکعت مع الوتر میسر سداہ (فتاوٰی عزیزی ج ۱ص ۱۱۹)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے صحیح سند کے ساتھ جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا ہے (اور مؤطا امام مالک کی سند بھی صحیح ہے) بیس رکعت تراویح ثابت ہیں۔

غیر مقلدین کا یہ ڈرامائی وتیرہ اور عادت ہے کہ وہ عوام کو مغالطہ دینے اور خشک رعب ڈالنے کیلئے انعامی کا اشتہار دیا کرتے ہیں مگر کوئی سمجھدار ان کے پھندے میں نہیں آتا۔

خذ ما صفا ودع ما کدر۔

یاد رفتگاں مولانا مشتاق احمد صاحب چنیوٹ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جامع المعقول والمنقول حضرت مولانا محمد منظور نعمانی قدس سرہ طاہروالی

حضرت مولانا محمد منظور نعمانی رحمہ اللہ تعالیٰ علماء کرام کے اس طبقہ سے تعلق رکھتے تھے جن کا مقصد زندگی علم کی اشاعت تھا، سراپا اخلاص اور سراپا عمل، نہ صلہ کی تمنا نہ ستائش کی پرواہ، علم وعمل ان کی زندگی کا اوڑھنا بچھونا ہوتا ہے اور وہ نمود ونمائش کی آلائش سے پاک دامن رہتے ہیں۔ حضرت نعمانی رحمہ اللہ تعالیٰ شہرت سے جتنے گریزاں رہتے تھے اللہ تعالیٰ نے انہیں اتنی ہی شہرت وعزت عطا فرمائی تھی۔ آپ کو اپنے علاقہ کے عوام وخواص میں غیر معمولی ہردلعزیزی حاصل تھی، علماء کرام تو خصوصی طور پر آپ کے قدردان تھے، اس لئے کہ ولی را ولی می شناسد، قدر جوہر جوہری می داند۔ علماء کرام ہمیشہ آپ کے علمی کمالات کے معترف رہے اور آپ سے استفادہ کرتے رہے۔ آپ ان جید علماء کرام میں سے تھے جن پر علم ہمیشہ ناز کرتا رہے گا۔

مولانا محمد منظور نعمانی رحمہ اللہ تعالیٰ کے والد گرامی کا نام محمد مراد خان تھا جو ڈمستوئی نزد اوچ شریف ریاست بہاولپور کے رہنے والے تھے اور وہ سکول میں استاد تھے۔ آپ ۱۹۲۵ء میں پیدا ہوئے، آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے والد بزرگوار سے حاصل کی، بعد ازاں پرائمری تک عصری تعلیم حاصل کی۔ درس نظامی کی تعلیم آپ نے درج ذیل علماء ومشائخ سے حاصل کی:

(۱) حاجی محمد حیات صاحب معلم فارسی (۲) مولانا شمس الدین فاضل دیوبند (۳) حافظ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستی (۴) مولانا عبدالرزاق آف جھ عباسی (۵) مولانا خیر محمد مہاجر مکی آف ٹھل حمزہ (۶) حضرت مولانا حبیب اللہ گمانوی رحمہم اللہ تعالیٰ۔ آپ نے زیادہ تر کتابیں مولانا گمانوی رحمہ اللہ تعالیٰ سے پڑھیں۔

۱۳۶۰،۱۳۵۹ھ میں آپ نے مرکز رشد وہدایت دارالعلوم دیوبند میں داخلہ لیا اور دورۂ حدیث کیا۔ دورۂ حدیث میں آپ نے شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنی، مولانا اعزاز علی، مولانا سید اصغر حسین، مولانا مفتی محمد شفیع رحمہم اللہ تعالیٰ جیسے اکابر سے کسب فیض کیا۔ حضرت مولانا عبدالخالق رحمہ اللہ تعالیٰ

بانی دارالعلوم کبیروالا کے پاس بستی نرحال میں ایک سال قیام کر کے آپ نے معقولات کی تکمیل کی۔ جامعہ عباسیہ بہاولپور نے آپ کو علامہ کی سند عطا کی۔آپ پنجاب یونیورسٹی سے مولوی فاضل بھی اچھے نمبروں سے پاس کئے ہوئے تھے۔

تدریس

۱۹۴۲ء میں نرحال سے واپسی پر حضرت نعمانی رحمہ اللہ تعالیٰ علی پور میں مسجد بہار خان میں مدرس رہے،ایک سال بعد حضرت گمانوی رحمہ اللہ تعالیٰ کے حکم پر بستی گمانی میں واقع مدرسہ جامعہ انوریہ میں تدریس شروع کردی۔اس اثناء میں ریاست بہاولپور کی طرف سے ایک سکول قائم کیا گیا جس کے ذمہ دار حضرت گمانوی اور حضرت نعمانی رحمہما اللہ تعالیٰ تھے،مولانا نعمانی رحمہ اللہ تعالیٰ روزانہ گھر سے مدرسہ آتے، چند اسباق پڑھا کر پھر سکول جاتے، وہاں ڈیوٹی دے کر دوبارہ مدرسہ آکر باقی ماندہ اسباق مکمل کرتے۔یوں روزانہ تقریباً تیس کلومیٹر کا سفر سائیکل پر طے کرتے تھے۔یہ سلسلہ ۱۹۷۳ء تک چلتا رہا۔۱۹۸۴ء میں آپ نے حضرت درخواستی رحمہ اللہ تعالیٰ کے حکم پر مخزن العلوم خانپور میں تدریس کی۔ حضرت نعمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے جامعہ انوریہ میں تقریباً ساٹھ سال تدریس کر کے اپنے استاذ مکرم کے لگائے ہوئے پودے کو ایک تناور درخت میں بدل دیا۔کئی بڑے اداروں نے آپ کو بڑی بڑی پیشکشیں کیں لیکن آپ نے اپنے استاذ مکرم سے وفاداری کی مثال قائم کی اور جامعہ انوریہ کو نہیں چھوڑا۔ حضرت نعمانی رحمہ اللہ تعالیٰ اسباق میں ناغہ سے حتی الامکان بچتے تھے،آپ زندگی کے آخری ایام میں بھی اس پابندی کو نبھاتے رہے،آپ نے ۵۶ سال مسند تدریس کو زینت بخشی۔

بیعت وخلافت

آپ نے سب سے پہلے حضرت مدنی رحمہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ پر بیعت کی،ان کے انتقال کے بعد مولانا حماد اللہ ہالیجوی،حضرت رائے پوری،حضرت مولانا حسین علی آف واں بھچراں اور حضرت درخواستی رحمہم اللہ تعالیٰ سے کسب فیض کیا،حضرت درخواستی رحمہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو خلافت سے بھی نوازا۔

قومی وسیاسی خدمات

حضرت نعمانی قدس سرہ علمی وسماجی اعتبار سے ایک بلند پایہ شخصیت تھے،آپ جمعیت علماء اسلام احمد پور شرقیہ کے امیر تھے اور سیاسی حیثیت سے آپ نے قومی اسمبلی کا انتخاب بھی لڑا مگر جاگیرداروں کی ریشہ

دوائیوں کے سبب کامیاب نہ ہوسکے، آپ اپنے علاقہ کے مسائل حل کرنے کیلئے ہمیشہ کوشاں رہتے تھے۔

درجۂ تکمیل کا اجراء

ایک دور وہ تھا کہ معقولات کی اعلیٰ کتابیں پڑھے بغیر طلباء سیر نہ ہوتے تھے اور ایک آج کا دور ہے کہ طلباء آٹھ سالہ نصاب پڑھنے میں بھی شارٹ کٹ تلاش کرتے پھرتے ہیں، آج سے تیس سال پہلے معقولات پڑھنے کا بڑا رواج تھا اور پنجاب میں اس کے تین بڑے مرکز تھے، مدرسہ عربیہ انوریہ طاہروالی، قصبہ انہی شریف ضلع گجرات، مولانا غلام ربانی پھلروان ضلع سرگودھا۔ اس فہرست میں مولانا قاضی حمید اللہ صاحب نے اضافہ کیا اور معقولات کا ایک نیا چراغ روشن کیا۔ پھلروان اور انہی شریف کے مدارس نہ جانے کس حال میں ہیں لیکن باقی مراکز میں معقولات کے پرانے ذوق کی آبیاری کی جارہی ہے، درس نظامی کو جب مختصر کیا گیا تو بزرگوں نے معقولات کی اعلیٰ کتابیں پڑھنے کیلئے دورۂ حدیث کے بعد ایک سال تجویز کیا اور اس درجہ کا نام درجۂ تکمیل رکھا۔ یہ درجہ از ہر ہند دارالعلوم دیوبند میں مستقل شعبہ کے طور پر کام کررہا ہے لیکن پاکستان میں اس کا رواج کم ہوتا جارہا ہے، حتیٰ کہ دورۂ حدیث کرلینے والے بہت سے طلباء کو معقولات کی ان اعلیٰ کتابوں کے نام بھی معلوم نہیں ہوتے۔

دورۂ حدیث کے دوران حضرت مولانا خلیل الرحمٰن درخواستی سے ایک سال رفاقت رہی، انہوں نے حضرت نعمانی رحمہ اللہ تعالیٰ کا غائبانہ تعارف اس انداز میں کرایا کہ احقر نے حضرت نعمانی رحمہ اللہ تعالیٰ سے استفادہ کرنے کا پختہ ارادہ کرلیا۔ دورۂ حدیث کے سال میں احقر نے حضرت نعمانی قدس سرہ کو تکمیل کے متعلق معلومات کیلئے خط لکھا تھا جس کا حضرت نے درج ذیل جواب عطا فرمایا:

محترمی! زید علمکم   وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مکتوب گرامی موصول ہوا جواباً عرض ہے:

(۱) تکمیل ایک سال میں پڑھائی جاتی ہے۔

(۲) اس میں یہ کتابیں پڑھائی جاتی ہیں (۱) بیضاوی شریف (۲) مطول (۳) توضیح تلویح (۴) مسلم الثبوت (۵) عبدالغفور (۶) متن متین (۷) ملاحسن (۸) میر زاہد ملا جلال (۹) حمد اللہ (۱۰) امور عامہ (۱۱) قاضی مبارک (۱۲) رسالہ قطبیہ (۱۳) میبذی (۱۴) صدرا (۱۵) شمس بازغہ (۱۶) تصریح (۱۷) اقلیدس (۱۸) خلاصۃ الحساب (۱۹) خیالی (۲۰) رشیدیہ۔

(۳) شعبان و رمضان میں پڑھانے کی فرصت نہیں ہوتی ان دو ماہ میں ترجمۃ القرآن المجید ہوا کرتا ہے۔ تکمیل اور باقی تمام اسباق بموافق درس نظامی اور وفاق المدارس شوال سے پڑھائے جاتے ہیں اور وفاق کے سالانہ امتحان میں ہمارے مدرسہ کے طلبہ شریک ہوتے رہتے ہیں، عالمیہ، عالیہ، خاصہ، عامہ یہ تمام امتحانات وفاق کے ماتحت ہوتے ہیں۔ والسلام

محمد منظور نعمانی ۹۰ء/۱۰/۹

تدریسی خصوصیات

(۱) مشکل ترین بحثوں کو آسان ترین الفاظ میں بیان کرنے کا کمال ملکہ حاصل تھا۔

(۲) اسباق کی تقریر بہت مختصر اور جامع مانع ہوتی تھی۔

(۳) علم فلکیات کے اسباق کی تفہیم کیلئے آپ نے ایک گیندلی اس پر کپڑا چڑھا کر سی دیا اور اس پر مارکر سے لکیریں کھینچیں اور علم فلکیات کی اصطلاحات خط استواء، معدل النہار وغیرہ کی تشریحات پرانے نظریات کے مطابق سمجھائیں۔

(۴) خلاصۃ الحساب میں حساب کے پرانے قواعد سمجھانے کے بعد ان کے متبادل رائج الوقت قواعد ریاضی بھی سمجھاتے تھے۔

آپ کا علمی استحضار کمال درجہ کا تھا، دوران اسباق کوئی دیہاتی وراثت کا مسئلہ پوچھنے آجاتا تو سبق روک کر اسے فی البدیہہ جائیداد کی تقسیم کا مکمل فتویٰ لکھ دیتے تھے۔

حلقۂ تلامذہ

آپ کے شاگردوں کا حلقہ بہت وسیع ہے، بعض اہم تلامذہ کے اسمائے گرامی یہ ہیں:

(۱) حضرت مولانا منظور الحق مرحوم دارالعلوم کبیر والا (۲) حضرت مولانا محمد مکی حجازی مدرس حرم مکہ مکرمہ (۳) حضرت مولانا سیف الرحمٰن مدرسہ صولتیہ مکہ مکرمہ (۴) حضرت مولانا مفتی عبدالقادر صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کبیر والا (۵) حضرت مولانا محمد منظور احمد نعمانی ظاہر پیر (۶) حضرت مولانا محمد یاسین صابر ملتان۔

شیخ الحدیث حضرت مولانا نذیر احمد مرحوم بانی جامعہ اسلامیہ امدادیہ فیصل آباد (جو کہ خود بھی معقولات کا اچھا ذوق رکھتے تھے) نے ایک دفعہ احقر سے فرمایا کہ حضرت نعمانی صاحب کا علم اور ذہانت ہمارے اندازہ سے زیادہ ہے۔

تصانیف

حضرت نعمانی قدس سرہ نے (۱) بیضاوی شریف (نصابی حصہ) (۲) قاضی مبارک (۳) توضیح تلویح (۴) سلم العلوم (۵) خیالی (۶) صحیح مسلم کی اردو شروحات تحریر کیں۔

حضرت کے تلامذہ، تصانیف اور مدرسہ آپ کیلئے صدقہ جاریہ ہیں اور ان شاء اللہ رہیں گے۔

سادگی و تواضع

استاذ محترم سادگی اور تواضع میں بے مثال تھے۔ باب العلوم کہروڑپکا کے ایک طالب علم محمد عمیر شاہین (آف میلسی) لکھتے ہیں کہ "حضرت نعمانی باب العلوم میں صحیح بخاری کی آخری حدیث پڑھانے کیلئے تشریف لائے تو ہم نے دیکھا کہ آپ کے پاس نہ گاڑی، نہ خادم، نہ جبہ، بس اکیلے پرانا لباس پہنے ہوئے۔ بوسیدہ عینک، چال ڈھال نہایت متواضع تصنع سے کوسوں دور۔ الفاظ کے استعمال میں سادگی جھلکتی تھی، پہلی نظر میں ان کو پہچاننا مشکل تھا۔ ہم نے اپنے اساتذہ کرام کو ان کے سامنے ادب سے جھکتے دیکھا تو معلوم ہوا کہ شیخ یہی ہیں۔ آپ درس بخاری سے فارغ ہوئے تو دیکھا کہ جوتے غائب ہیں، میں نے اپنا جوتا پیش کیا اور کہا حضرت قبول فرمائیں، تو فرمانے لگے بیٹا تو پھر ننگے پاؤں جائے گا اور میں جوتے سمیت، میں نے عرض کی کہ شیخ! میں کیسے برداشت کروں گا کہ میرا شیخ ننگے پاؤں جائے اور میں جوتے سمیت؟ شیخ میرے کندھے پر ہاتھ رکھ کر فرمانے لگے بیٹا! میرا دل کرتا ہے کہ میں آج ایسے ہی ننگے پاؤں جاؤں تا کہ میرے نفس کا خون ہو جائے، چنانچہ شیخ ایسے ہی چلے گئے"۔

حضرت نعمانی قدس سرہ کا معمول تھا کہ یکم رجب کو اسباق ختم کر دیتے تھے، چنانچہ ہمارے تعلیمی سال میں بھی ایسا ہی کیا، طلباء کو درجہ تکمیل کی سندیں عطا فرمائیں۔

حضرت رحمہ اللہ تعالیٰ سے احقر ایسا رخصت ہوا کہ دوبارہ جانے کا موقع نہ مل سکا

دیکھ لو آج، پھر نہ دیکھو گے — غالب بے مثال کی صورت

یہاں تک کہ حضرت نعمانی قدس سرہ کا ۹/اپریل ۲۰۰۳ء کو انتقال ہو گیا۔ آپ کے انتقال کی خبر روزنامہ اسلام میں مطبوعہ ایک مضمون سے ملی انا للّٰہ وانا الیہ راجعون۔

اللہ تعالیٰ حضرت مولانا نعمانی قدس سرہ کی مغفرت فرمائیں، درجات بلند فرمائیں اور احقر جیسے علمی درماندوں کو حضرت رحمہ اللہ تعالیٰ کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق دیں، آمین۔

الاستفتاء

پورے رمضان کا نفلی اعتکاف اور اجتماعی ذکر ودرود کا حکم

سوال یہ تھا کہ بعض جگہ پورے رمضان کے مہینہ کا اجتماعی اعتکاف ہوتا ہے، اور اس میں ذکر ودرود شریف کی اجتماعی مجلسیں منعقد ہوتی ہیں، کیا شرعاً ایسا کرنا جائز ہے؟ اس پر دارالعلوم کراچی سے ایک جواب لکھا گیا تھا جو حضرت فقیہ العصر کی خدمت میں غور کرنے کیلئے پیش کیا گیا، جس پر حضرت رحمہ اللہ نے درج ذیل جواب تحریر فرمایا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عزیز محترم مولانا مفتی عبد الرؤف صاحب سلمہٗ علیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ کا مرسلہ خط ملا اور اس سے پہلے دارالافتاء دارالعلوم کراچی سے جاری ہونے والا ایک فتویٰ بابت اجتماعی ذکر ودرود کی مجالس اور پورے ماہ رمضان المبارک کا نفلی اعتکاف جو ہر سال بعض مقامات میں ہو رہا ہے بھی ملا تھا، احقر کے فہم ناقص میں جو کچھ آیا ہے وہ عرض ہے اس پر غور کرلیا جائے۔

(۱) جس عبادت کو شریعت نے کسی خاص کیفیت وہیئت کے ساتھ مقید نہیں کیا اور اس کیلئے کسی خاص اہتمام اور اجتماع کی ترغیب نہیں دی اس کے لئے کوئی خاص طریقہ مقرر کرنا اور اس کو شریعت کا حکم سمجھنا یا اس کو اہتمام اور اجتماع سے ادا کرنا احداث فی الدین اور بدعت میں داخل ہے۔

عن النبی ﷺ قال لاتختصوا لیلۃ الجمعۃ بقیام من بین اللیالی ولاتختصوا یوم الجمعۃ بصیام من بین الایام الا ان یکون فی صوم یصوم احدکم (مسلم ج ۱ ص ۳۶۱)

اس صحیح حدیث سے معلوم ہوا کہ جمعہ کی فضیلت کی وجہ سے جمعہ کی رات کو نماز وغیرہ کیلئے اور دن کو روزہ کے لئے خاص کرنا منع ہے۔ مشہور فقیہ علامہ ابن نجیم رحمہ اللہ لکھتے ہیں لان ذکر اللّٰہ اذا قصد بہ التخصیص بوقت دون وقت اوبشی ء دون شی ء لم یکن مشروعا حیث لم یرد بہ المشرع لانہ خلاف الشرع (البحر الرائق ج ۲ ص ۱۵۹)

جب شریعت نے ذکر اللہ کو کسی خاص وقت کے ساتھ یا جہر واخفا اور اجتماع وانفراد، کسی خاص

کیفیت اور ہیئت کے ساتھ مخصوص نہیں کیا تو اس کو اپنی طرف سے کسی خاص وقت یا کسی خاص کیفیت کے ساتھ متعین کردینا غیر مشروع ہوگا کیونکہ اس کے متعلق شریعت میں کوئی تخصیص نہیں آئی لہذا وہ خلاف شرع ہوگا، فتاویٰ بزازیہ میں جہر بالذکر کا مسئلہ نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں عن فتاوی القاضی انه حرام لماصح عن ابن مسعود انه اخرج جماعة من المسجد یهللون ویصلون علی النبی ﷺ جهرا وقال لهم مارا کم الا مبتدعین (شامی ج۵ ص۳۸۰)

حموی میں ہے فی فتاوی لقاضی الجهر بالذکر حرام وقدصح عن ابن مسعود رضی اللّٰه عنه انه سمع قوماً اجتمعوا فی مسجد یهللون ویصلون علیه الصلوة جهرا فراح الیهم وقال ماعهدوا ذالك علی عهده علیه الصلوة والسلام وما ارا کم الا مبتدعین فمازال یذکر ذالك حتی اخرجهم من المسجد۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اجتماعی ذکر کرنے والوں کو اس طرح درود شریف پڑھنے والوں کو مبتدع فرمایا اور اس کی یہ وجہ بیفرمائی کہ ماعهدوا ذالك علی عهده ﷺ یعنی یہ کیفیت ذکر درود شریف پڑھنے کی آپ کے زمانہ مبارک میں نہ تھی اس احداث ہیئت جدیدہ کی وجہ سے اس طرح پڑھنے والوں کو مبتدع قرار دیا۔ اس سے واضح ہورہا ہے کہ مسجدوں میں اجتماعی ذکر اور درود شریف پڑھنا بدعت ہے۔

چاشت کی نماز صحیح احادیث کے ساتھ متعدد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جناب رسول اللہ ﷺ سے ثابت کی ہے لیکن آپ ﷺ کے زمانہ مبارک میں اجتماعی ہیئت سے خاص اہتمام اس کے لئے نہیں ہوتا تھا بلکہ کیف ما اتفق جہاں جہاں بھی کوئی ہوتا تھا وہاں ہی وہ نماز چاشت اداء کرلیتا تھا۔ جب عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو اس نماز کے لئے مسجدوں میں اجتماع اور خاص اہتمام سے دیکھا تو ان کے اس فعل کو بدعت قرار دیا۔

حضرت مجاہد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں اور عروہ بن زبیر دونوں مسجد میں داخل ہوئے فاذا عبداللّٰه بن عمر جالس الی حجرة عائشه والناس یصلون الضحی فی المسجد فسألناه عن صلوتهم فقال بدعة (بخاری ج۱ ص۲۳۸ ومسلم ج۱ ص۴۰۰)

چنانچہ اس حدیث کی شرح میں حضرت امام نووی رحمہ اللہ لکھتے ہیں مراده ان اظهارها

فی المسجد والاجتماع لہا ھو بدعۃ لان اصل صلوٰۃ الضحی بدعۃ ۔

(۱) نماز تہجد کی فضیلت حدیثوں میں آئی ہے اور یہ بھی ثابت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے نماز تہجد کو جماعت کے ساتھ پڑھا ہے لیکن اس کے لئے اجتماع کرنا مکروہ ہے چنانچہ حضرت مجدد رحمہ اللہ ایسے ہی لوگوں کی تردید کرتے ہوئے فرماتے ہیں، نماز تہجد والجماعت گذارندہ از اطراف وجوانب دراں وقت مردم از برائے نماز تہجد جمع می گردند وبجمعیۃ تمام اداء میخایند وایں عمل مکروہ است بکراہت تحریمہ جمع از فقہاء کہ تداعی شرط کراہۃ داشتہ اند جواز جماعت نفل لمقید بنا حیہ مسجد ساختہ زیادہ در سہ کس را باتفاق مکروہ گفتہ اند (مکتوبات حصہ سوم ص ۱۰)

(۲) نفلی عبادات کے لئے تداعی اور اہتمام سے ان کی دعوت دینا مکروہ ہے اور مواظبت فعلی بھی تداعی میں داخل ہے اس طرح اجتماع بغیر تداعی بھی مکروہ ہے۔ وفی الا مداد ویحصل القیام بالصلوٰۃ نفلاً فرادی من غیر عدد مخصوص وبقراءۃ القرآن والاحادیث وسماعھا الخ

اشار بقولہ فرادی ای ماذکرہ بعد فی متنہ من قولہ ویکرہ الاجتماع علی احیاء لیلۃ من ھذہ اللیالی فی المساجد وتمامہ فی شرحہ وصرح بکراھۃ ذالک فی الحاوی القدس وقال وما روی من الصلوٰت فی ھذہ الاوقات یصلی فرادی غیر التراویح قال فی البحر ومن ھنا یعلم کراھتہ الاجتماع علی صلوٰۃ الرغائب التی تفعل فی رجب فی اول جمعۃ منہ (شامی ج ۱ ص ۶۴۲) ویمکن ان یقال الظاھر ان الجماعۃ فیہ غیر مستحبۃ ثم ان کان ذالک احیاناً کمافعل عمر کان مباحا غیر مکروہ وان کان علی سبیل المواظبۃ کان بدعۃ مکروھۃ لانہ خلاف المتوارث وعلیہ یحمل ماذکرہ القدوری فی مختصرہ وماذکر فی غیر مختصرہ یحمل علی الاول اھ قلت ویؤیدہ ایضا مافی البدائع من قولہ ان الجماعۃ فی التطوع لیست بسنۃ الافی قیام رمضان اھ فان نفی السنیۃ یستلزم الکراھۃ نعم ان کان مع المواظبۃ کان بدعۃ فیکرہ (شامی ج ۱ ص ۶۶۲)

وتر حالانکہ من وجہٍ نفل ہیں پھر بھی ان کی جماعت علیٰ سبیل المواظبۃ بدعت اور مکروہ ہے،

حالانکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے وتر کی جماعت ثابت بھی ہے درمختار کے قول علی سبیل التداعی بان یقتدی اربعة بواحد کمافی الدرر پھر مغرب سے تداعی کی یہ تعریف لکھی ہے۔ هوان يدعو بعضهم بعضاً كما فى المغرب وفسره الوافى بالكثرة وهو لازم معناه (شامی ج ا ص ۶۶۴)

معلوم ہوا کہ بعض کا بعض کو دعوت دینا تو تداعی کے حقیقی معنی ہیں اور بغیر بلائے مجمع کثیر بھی اس تداعی میں داخل اور اس کے لازمی معنی ہیں اس پر بھی کراہت کا حکم لگایا جائے گا۔ جبکہ درمختار میں اوپر تصریح کی گئی ہے کہ چار افراد کی اقتداء مکروہ اور تداعی ہے۔ اس وجہ سے اگر ایک دو نے جماعت شروع کی بعد میں زیادہ آدمی آ گئے تو اب بعد میں آنے والوں پر کراہت ہوگی بقی لو اقتدی به واحد او اثنان ثم جاء ت جماعة اقتدوا به قال الرحمتي ينبغي ان تكون الكراهة على المتاخرين اھ (شامی ایضا)

تداعی کے معنی صرف دعوت دینے کے ہی نہیں کثرت سے بھی تداعی ہوجاتی ہے اور اعلان وغیرہ جس سے کثرت ہوتی ہو سب تداعی میں داخل ہیں۔

ہر سال پورے ماہ مبارک کے نفلی اعتکاف میں کئی مفاسد اوپر کی عبارات کو ملحوظ رکھ کر عرض ہیں، کہ ہر سال اس پر مواظبۃ کرنا مکروہ ہے پھر اس کا اعلان ماہناموں وغیرہ میں ہوتا ہے یہ بھی تداعی ہے اور مکروہ ہے عوام اس کا اجتماع اہتمام سے کرنے لگے ہیں شاید آگے چل کر یہ التزام مالایلتزم میں داخل ہو جائے، فہمیدہ و سمجھدار لوگ اس کو نفل ہی سمجھتے ہیں مگر عوام اس کو بھی سنت ہی سمجھیں گے اور جس طرح ضرر لازمی سے بچنا ضروری ہے متعدی ضرر سے بھی اجتناب ضروری ہے۔

اگر نبی کریم ﷺ سے ایک مرتبہ پورے ماہ مبارک کا اعتکاف ثابت بھی ہو تو پھر بھی اس کو سنت قرار دینا اور اس پر مواظبت کا عمل کرنا مکروہ ہوگا جیسا کہ غیر رمضان میں وتر کی جماعت کا بیان اوپر گزر چکا ہے۔ لیلۃ القدر کی تلاش کے لئے اگر حضور ﷺ نے ہر عشرہ کا الگ اعتکاف کیا ہو تو یہ صورت متنازعہ سے غیر متعلق ہوگا کہ اس میں پورے ماہ مبارک کا مسلسل اعتکاف کیا جاتا ہے پھر بڑا مفسدہ یہ بھی پیش آرہا ہے کہ نفل اعتکاف کی سہولتوں (مثلاً بغیر ضرورت مسجد سے نکلنا وغیرہ) سے سنت اعتکاف کرنے والے بھی مستفید ہونے لگتے ہیں اور عوام میں یہ امتیاز مشکل ہوتا ہے۔ کہ اس اعتکاف کا

اتنا حصہ سنت ہے اور اتنا حصہ نفل اور دونوں کے احکام مختلف ہیں خصوصاً جبکہ پورے مہینہ کا اعتکاف نفلی ہی کرلیا گیا ہو تو سنت اعتکاف کرنے والوں کو عشرہ اخیرہ میں بڑا خلجان ہوگا کہ اس میں یہ نفلی اعتکاف کرنے والے آزادنہ چلتے پھرتے ہیں اور ٹیلی فون وغیرہ بھی مسجد سے باہر جا کر استعمال کرتے ہیں۔ اور شوال کی چاند رات سے پہلے ہی وہ دوسری جگہ کا سفر بھی اختیار کرلیتے ہیں اس سے یقیناً خلجان ہوگا اور بھی اس قسم کے استفتاء آئے۔ پھر اس میں ایک بڑا مفسدہ یہ ہے کہ عشرہ اخیرہ کے سنت اعتکاف کو ترک کرکے پورے مہینہ کے نفلی اعتکاف کو اختیار کرلیا گیا ہے جو نفل کو سنت پر عملاً ترجیح ہے جو کسی طرح بھی بغیر خاص وجہ کے شرعاً پسندیدہ نہیں ہے۔

ایسے مفاسد کے ہوتے ہوئے اس مسئولہ صورت کے جواز پر فتویٰ دینا سمجھ میں نہیں آتا۔ یہ تداعی اور اعلان ہی نفلی عبادت کے لئے اس کے منع کرنے کے لئے کافی ہیں کوئی اور مفسدہ ہو یا نہ ہو احقر کے نزدیک تو کسی بزرگ کے انتقال پر مدارس میں اجتماعی قرآن خوانی بھی اس ذیل میں آتی ہے اگر انتقال کے اعلان سے ہو اور اگر پہلے سے کسی اور وجہ سے جمع ہیں تو پھر بھی بہتر تو یہی ہے کہ علیحدہ علیحدہ ہوکر قرآن کریم کی تلاوت کریں تاکہ دیکھنے والوں کو اجتماع للقراءۃ کا شبہ نہ ہو لیکن اس صورت میں چونکہ اجتماع للقراءۃ نہیں ہے اس لئے گنجائش معلوم ہوتی ہے ترغیب کے لئے تو اجتماع ضروری نہیں ہے۔ انفراداً بھی قراءۃ کی جاسکتی ہے اور یہی ہمارے اکابر رحمہم اللہ کا معمول تھا، ترغیب کے جواز سے اجتماع کا جواز لازم نہیں آتا۔

اس ذکر و درود شریف کے پڑھنے میں اگر اجتماع ہوتا ہے تو اس کا حکم پہلے گذر چکا اور اچھی طرح واضح ہوچکا کہ یہ مکروہ اور بدعت ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اجتماعی ذکر کرنے والوں اور درود شریف پڑھنے والوں کو مبتدع فرمایا اور ہیئت جدیدہ کے احداث کو اس کی علت قرار دیا، اس صورت میں یہ اجتماع اور احداث ہیئت جدیدہ دونوں موجود ہیں تو اس کا جواز کیسے ثابت ہوسکتا ہے۔ اور حضرت شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ کے ذکر کی تاکید فرمانے سے اجتماعی ذکر کا ثبوت تو لازم نہیں آتا انفراداً ذکر اللہ کی کثرت بتلائی جائے تو بھی مقصود حاصل ہے۔ جیسا کہ مظاہر علوم سہارنپور اور خانقاہ تھانہ بھون میں عمل تھا یہی طرز خانقاہ رائے پور کا رہا ہے، ان خانقاہوں میں اجتماعی نہیں بلکہ انفرادی ذکر کی ہمیشہ بکثرت تلقین

ہوتی رہی اور اس پر عمل رہا اور مشائخ کے بعض طرق میں جو ذکر بالجہر مروج ہے یا تو شاذلیہ طریقہ میں اجتماعی ذکر مروج ہے وہ بطور علاج کے ہے وہ سنت نہیں ہے اس کو سنت سمجھنا بدعت ہے۔

جب اس طریقہ پر ذکر سے پہلے فضائل ذکر کا بیان ہوگا اس کے بعد اس طریقہ پر ذکر ہوگا تو لازماً سامعین اس ذکر کو ان فضائل کا مورد اور سنت سمجھیں گے اور حقیقت یہ ہے کہ اس طریقہ پر ذکر سنت نہیں ہے بلکہ کسی شیخ کا تجویز کردہ علاج ہے، اس مغالطہ سے بچانا ضروری ہے اور چونکہ یہ طریقہ ہمارے اکابر مذکورہ کے موافق نہیں اور نہ ہی یہ سنت ہے اگرچہ بعض سلسلوں میں رواج پذیر ہے لیکن چونکہ اس میں سنت ہونے کا مغالطہ بھی ہوتا ہے اس لئے قابل ترک ہے انفرادی طور پر ذکر اللہ کی خوب تلقین کی جائے اور حسب فرصت اس کی تعلیم دی جانی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو نبی کریم ﷺ کی سنت کے اتباع اور اپنے اکابر کی اتباع کی توفیق عنایت فرمائیں آمین ان ارید الا الاصلاح مااستطعت وماتوفیقی الاباللّٰہ علیہ توکلت والیہ انیب۔

کتبہ الاحقر الافقر الی اللّٰہ الغنی السید عبدالشکور ترمذی

خادم الطلبہ فی المدرسة الحقانیہ بساھیوال

من مضافات سرجودھا المرقوم ۲۶/ جمادی الاولیٰ/ ۱۴۱۳ھ

ارشاد حضرت مدنی قدس سرہ

قلم چار ہیں جن کی تقسیم یہ ہے قلم تکوین اور قلم تشریع، پھر ان دونوں میں سے ہر ایک کی تقسیم یہ ہے کہ ایک قلم امور مہمہ کلیہ کے متعلق دوسرا قلم امور جزئیہ اور تفصیلیہ کے متعلق کما ورد فی الحدیث فیما یختصم الملأ الاعلیٰ ـ وفی القرآن المجید وما کان لی من علم بالملأ الاعلیٰ اذیختصمون، ای فی امور جزئیة بان جزاء اسباغ الوضوء والخطاء الی المساجد ماذا یکون ـ وماورد فی حدیثہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم جف القلم علی ماھو کائن او جف القلم علی علم اللّٰہ فالمراد بہ قلم التکوین الذی یتعلق بھا الامور المھمة الکلیة واللّٰہ اعلم فاسمع رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم علی العرش صریف الاقلام۔

تعارف وتبصرہ

نام کتاب: ولادت محمدیہ ﷺ کا راز تالیف لطیف: شیخ الاسلام علامہ ظفر احمد عثمانی قدس سرہ
عنوانات وتزئین: مولانا شفیع اللہ صاحب صفحات: 512 ناشر: ادارہ اسلامیات کراچی لاہور۔

مفسر کبیر محدث شہیر فقیہ خبیر شیخ الاسلام حضرت مولانا علامہ ظفر احمد عثمانی قدس سرہ کی شخصیت کسی تعارف کی محتاج نہیں اعلاء السنن جیسی عظیم کتاب آپ کے سدابہار قلم کا شاہکار ہے جس کی تعریف میں عرب وعجم کے علماء رطب اللسان ہیں زیر تبصرہ کتاب بھی آپ کے حیات افروز قلم کا ایک انوکھا اور انمول خزینہ ہے جو آج سے تقریباً نوے سال قبل لکھی گئی اور سیرت طیبہ کے مبارک موضوع پر ایک منفرد یکتا تصنیف ہے اور سیرت طیبہ کے مبارک ذخیرہ میں ایک عظیم اور قابل قدر اضافہ ہے۔

عالم دینا کو نبی آخر الزمان ﷺ کا انتظار، ولادت نبویہ ﷺ کے زمانہ کے اہم واقعات، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے قبول اسلام کے حیرت انگیز واقعات، رسالت محمدیہ ﷺ پر عقلی ونقلی دلائل، حقانیت اسلام کا ثبوت، عقیدہ توحید، عقیدہ رسالت، اعجاز قرآن جیسے اہم واقعات پر مشتمل ہے۔

نام کتاب: احمد ہے نام ان کا۔ مرتب: مفتی عبدالواحد صاحب صفحات: 139۔ ناشر: مکتبہ سعد بن وقاص

ماضی قریب میں دجال اعظم مفتری وکذاب مرزا غلام احمد قادیانی کا فتنہ بڑے عروج پر تھا، مرزا کی جھوٹی نبوت کے دعویٰ کو سچا ثابت کرنے کیلئے خود مرزا اور اس کے متبعین نے قرآن وحدیث کی وہ من گھڑت تشریحات کیں کہ الامان والحفیظ، قادیانیوں کی انہی دسیسہ کاریوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ وہ آیت کریمہ ومبشراً برسول یأتی من بعدی اسمہ احمد کا مصداق بزعم خویش مرزا کو قرار دیتے ہیں زیر تبصرہ کتاب میں جو دراصل ایک استفتاء کا محققانہ جواب ہے اسی بات کا رد کیا گیا ہے اللہ تعالیٰ فاضل مؤلف کو جزائے خیر عطا فرمائے کہ انہوں نے مرزائیوں کی اس فریب کاری کا مدلل ومفصل جواب دینے کے ساتھ ساتھ کتاب کے شروع میں غلام احمد قادیانی کے حالات بھی لکھ دیے ہیں جنہیں پڑھ کر ادنیٰ سی عقل وفہم رکھنے والا بھی اس بات کا ادراک کرسکتا ہے کہ اس طرح کا شخص قرآن کی کسی آیت کا مصداق تو کجا انسان کہلانے کا بھی مستحق نہیں ہے۔

کتاب کا ٹائٹل عمدہ جاذب نظر اور کاغذ اعلیٰ کوالٹی کا ہے کتابت وطباعت معیاری ہے۔

مفتی محمد عبداللہ چنیوٹی

اخبار الجامعہ

۸ رجب المرجب: صدر جامعہ مع اہلیہ محترمہ عمرہ کے مبارک سفر کے سلسلہ میں لاہور پہنچے وہاں بعض احباب اور خصوصاً حضرت مولانا مشرف علی تھانوی مدظلہم سے خصوصی ملاقات فرمائی۔

۹ رجب المرجب: لاہور سے کراچی روانگی ہوئی وہاں دیگر احباب کے علاوہ بالخصوص حضرت مفتی محمد رفیع عثمانی اور مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہما سے ملاقات فرمائی اور ان کی دعاؤں کے ساتھ سفر کا آغاز کیا۔

۱۰ رجب: کراچی ائیر پورٹ سے جدہ روانگی ہوئی اور وہاں پہنچ کر مکہ معظّمہ زادہا اللہ شرفا کا رخت سفر باندھا عشاء کے وقت عمرہ کی سعادت حاصل کی۔ ۱۳ رجب: صدر جامعہ مدرسہ صولتیہ مکہ مکرمہ میں تشریف لے گئے۔ ۱۴ رجب: مکہ مکرمہ میں غار ثور، غار حرا، منیٰ، مزدلفہ، عرفات، جنت المعلیٰ، مسجد الجن، مسجد مشعر الحرام اور دیگر مقامات کی زیارات کیں۔ مدرسہ صولتیہ میں تقریب ختم صحیح بخاری میں شرکت فرمائی۔ ۱۵ رجب جمعۃ المبارک مسجد الحرام میں ادا فرمایا۔ ۱۶ رجب: صدر جامعہ نے اہلیہ محترمہ اور دیگر احباب کو مسجد الحرام، باب کعبہ، ملتزم، حجر اسود، رکن یمانی، حطیم، زم زم اور دیگر مقامات کا خصوصی تعارف کرایا جس سے سب کو بہت فائدہ اور خوشی ہوئی۔ ۱۷ رجب: مدرسہ صولتیہ میں علماء کرام سے مختلف موضوعات پر طویل نشست ہوئی۔

۱۸ رجب: صدر جامعہ مع احباب مدینہ منورہ زادہا اللہ تنویرا پہنچے بعد عصر بارگاہ سید الکونین ﷺ میں شرف حضوری اور صلاۃ و سلام پیش کرنے کی سعادت نصیب ہوئی حضرات شیخین مکرمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی خدمت میں بھی سلام عقیدت پیش کیا۔ ۲۰ رجب المرجب: بقیع الغرقد جس میں تقریباً دس ہزار صحابہ اور صحابیات رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی قبور مبارکہ ہیں جس میں خلیفہ راشد حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر مبارک بھی شامل ہے اس کے علاوہ بعض اکابر تابعین علماء دیوبند کی قبور بھی یہاں ہیں ان حضرات گرامی کو عرض سلام اور ایصال ثواب کیا۔ مولانا قاری محمد طاہر رحیمی رحمہ اللہ کی وفات پر ان کے صاحبزادگان سے تعزیت کی اور الحقانیہ کا اداریہ پیش کیا۔ ۲۱ رجب: مسجد نبوی میں جمعۃ المبارک ادا کیا اس کے بعد روضہ اطہر پر حاضری دی اور استشفاع کی درخواست کی۔ ۲۴ رجب: روضہ اطہر پر حاضری کے وقت امر بالمعروف و نہی عن المنکر پر متعین شیخ فہد مبارک حفظہ اللہ تعالیٰ سے صدر جامعہ کی صلاۃ و سلام کے مسئلہ پر گفتگو ہوئی انہوں

نے نہایت خندہ پیشانی سے بات کی اور اپنے اس مؤقف کا اظہار کیا کہ ''السلام علیک ایہا النبی'' اور ''السلام علیک یا رسول اللہ'' دونوں آپ ﷺ کی قبر اطہر پر کہنا جائز ہے آپ ﷺ سنتے بھی ہیں اور جواب بھی دیتے ہیں دور سے پڑھے ہوئے سلام کو فرشتے آپ تک پہنچاتے ہیں، ان کے جواب سے بہت خوشی ہمد اللہ تعالیٰ ہمارے اکابر علماء دیوبند رحمہ اللہ کا بھی یہی عقیدہ ہے۔ ۲۵،۲۶: رجب: روضہ اطہر پر حاضری کے بعد مکہ مکرمہ واپسی ہوئی بوقت عشاء مکہ معظّمہ پہنچ کر عمرہ کی سعادت حاصل کی۔ ۲۹: رجب: جمعۃ المبارک مسجد الحرام میں ادا کیا بیت اللہ کی الوداعی زیارت اور دعائیں کرتے ہوئے جدہ روانگی ہوئی رات کو قاری محمد رفیق صاحب کے ہاں قیام رہا ان کی دعوت پر بہت سے افراد ان کے گھر تشریف لے آئے جن میں حضرت مولانا عبدالرحمٰن حیدرآبادی، مولانا فاضل سہارنپور، حضرت منصور صاحب، جناب خالد قدوائی صاحب، اصغر صاحب، مولانا محمد نعیم صاحب اور دیگر بہت سے افراد شامل تھے صدر جامعہ نے کافی دیر تک مجلس میں بیان فرمایا سب حضرات بہت محظوظ ہوئے۔ یکم شعبان المعظم: جدہ سے کراچی کے راستے دن کے دس بجے لاہور پہنچ گئے کچھ وقت آرام کے بعد رات عشاء کے وقت ساہیوال سرگودھا تشریف آوری ہوئی۔

۱۲ شعبان المعظم: جامعہ کے 54 واں سالانہ جلسہ تقسیم اسناد کی پہلی نشست کا آغاز جامع مسجد حقانیہ میں حضرت مولانا مشرف علی تھانوی کے ایمان افروز بیان سے ہوئی دوسری نشست جامعہ حقانیہ میں بعد عصر حضرت والا کے بیان سے تکمیل کو پہنچی، تیسری نشست ۱۳ شعبان المعظم کو بعد نماز ظہر ہوئی جس میں مفتی محمد طیب صاحب، مولانا عبدالحمید صاحب تونسوی نے خطاب فرمایا اور آخری نشست بعد نماز عشاء ہوئی جس میں مولانا اشرف علی، مولانا خلیل الرحمٰن انوری، مولانا منیر احمد صاحب کے بیانات ہوئے مفتی محمد طاہر مسعود صاحب نے جامعہ کا تعارف پیش کیا آخر میں شیخ الحدیث حضرت مولانا مشرف علی تھانوی مدظلہم نے جامعہ کے درجہ تخصص فی الفقہ کے طلبہ، درجہ عالیہ کی طالبات اور دیگر علماء کرام کو بخاری شریف کی آخری حدیث کا درس دیا اور اجازت حدیث مرحمت فرمائی۔ اس کے بعد درجہ تخصص سال اول و دوم کو اجازت حدیث پاک کی اسانید دی گئیں سال دوم کے فاضلین کی دستار بندی بھی ہوئی درس نظامی کے دیگر درجات حفظ، عامہ، خاصہ، عالیہ، کے طلبہ کو بھی اسناد دی گئیں اور بعض طلبہ کی دستار بندی ہوئی نیز بڑے درجہ کے طلبہ کو اسناد کے ساتھ کتب بھی دی گئیں پھر حضرت مولانا مشرف علی تھانوی مدظلہم کی دعا پر جامعہ کا یہ دو روزہ سالانہ جلسہ اختتام پذیر ہوا۔

فہیم ترمذی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

صلی اللہ علیہ وسلم

ان کی باتیں ان کا چرچا صلی اللہ علیہ وسلم — بستی بستی قریہ قریہ صلی اللہ علیہ وسلم

ہر ہر حرف میں انکی سیرت ہر ہر لفظ میں انکی مدحت — انکی ثناء قرآن سراپا صلی اللہ علیہ وسلم

ختم ہوئی بس ان پہ رسالت بعد انکے اب تا بہ قیامت — کوئی نبی آئے گا نہ آیا صلی اللہ علیہ وسلم

کیا بتلاؤں کیا ہیں محمد؟ رحمت کا دریا ہیں محمد — جسکی کوئی حد اور نہ کنارا صلی اللہ علیہ وسلم

آپ جہاں میں شمعِ ہدیٰ ہیں ابراہیم کے دل کی دعا ہیں — آپ نوید حضرت عیسیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

بدلہ آپ کسی سے نہ لیتے ظلم بھی سہتے دعا بھی دیتے — سامنے اپنا ہو کہ پرایا صلی اللہ علیہ وسلم

حشر میں نسبت کام آئیگی انکی شفاعت کام آئیگی — صرف عمل کا کیا ہے بھروسہ صلی اللہ علیہ وسلم

نیکی سے دامن ہے خالی، نعت فہیم اپنے آقا کی — میری پونجی میرا اثاثہ صلی اللہ علیہ وسلم

نقشہ سحر و افطار

برائے ساہیوال ضلع سرگودھا

ایام	رمضان	ستمبر	سحر	افطار	ایام	رمضان	ستمبر	سحر	افطار
منگل	1	2	4 :20	6 :36	بدھ	16	17	4 :31	6 :17
بدھ	2	3	4 :21	6:35	جمعرات	17	18	4 :32	6 :16
جمعرات	3	4	4 :21	6 :34	جمعہ	18	19	4 :32	6 :14
جمعہ	4	5	4 :22	6 :33	ہفتہ	19	20	4 :33	6 :13
ہفتہ	5	6	4 :23	6:31	اتوار	20	21	4 :34	6 :12
اتوار	6	7	4 :24	6 :30	پیر	21	22	4 :34	6 :11
پیر	7	8	4 :24	6 :29	منگل	22	23	4 :35	6 :09
منگل	8	9	4 :25	6 :28	بدھ	23	24	4 :36	6 :08
بدھ	9	10	4 :26	6 :26	جمعرات	24	25	4 :37	6 :07
جمعرات	10	11	4 :27	6 :25	جمعہ	25	26	4 :37	6 :05
جمعہ	11	12	4 :27	6 :24	ہفتہ	26	27	4:38	6 :04
ہفتہ	12	13	4 :28	6 :22	اتوار	27	28	4 :39	6 :03
اتوار	13	14	4 :29	6 :21	پیر	28	29	4:39	6 :01
پیر	14	15	4 :30	6 :20	منگل	29	30	4 :40	6 :00
منگل	15	16	4 :30	6 :18	بدھ	30	1اکتوبر	4 :41	5 :59